عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۱ ۔ ۲۵ شعبان تا ۳ رمضان ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جولائی ۲۰۱۲ ۔ شمارہ: ۲۷

استقبالِ رمضان

رمضان کو کیسے قیمتی بنائیں؟

مصر میں اخوان المسلمین کی کامیابی

قادیانی تحریریں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

نئی نسل کو قادیانیت سے آگاہ کرنا ضروری ہے

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

س:...... ایک مسجد کے امام وخطیب نے اپنی مسجد میں عقیدۂ ختم نبوت، مسئلہ ناموس رسالت اور تردید قادیانیت کے عنوان پر بیان کرنے سے سختی کے ساتھ منع کرتے ہوئے کہا کہ: ''قادیانی کافر ہیں یہ سب کو پتا ہے، اب اس مسئلہ پر بحث کرنا ضروری نہیں'' اس سے ملتے جلتے اور بھی کچھ جملے اس نے کہہ دیے، ایسے الفاظ کہنے کے بعد:

۱:...... کیا اس خطیب/ امام کا ایمان باقی رہا؟

ج:...... جی ہاں! جو شخص قادیانیوں کو کافر سمجھتا ہے وہ مسلمان ہے۔

۲:...... کیا اس موصوف کے ساتھ دینی و دنیوی تعلقات رکھنا جائز ہوں گے؟

ج:...... جی ہاں! جائز ہے۔

۳:...... کیا اس موصوف کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہوگی؟

ج:...... بلاشبہ جائز ہے۔

۴:...... اگر اس کے پیچھے نماز جائز نہ ہوگی تو پہلے پڑھی جانے والی نمازوں کے بارے میں شرعی حکم کیا ہوگا؟

ج:...... پہلے والی اور اب اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازیں جائز ہیں۔

۵:...... موصوف کے اس فعل کو معمولی سمجھنے والے اور اس فعل پر فتویٰ لینے سے منع کرنے والے یا فتویٰ لینے میں سستی کرنے والے شخص کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ (عبدالغفار شیخ، ایازالدین شیخ، بنوعاقل)

ج:...... بلاشبہ یہ اس کی عملی کوتاہی یا علمی اور تجرباتی نقص ہے ورنہ وہ مسلمان ہے، اسی طرح جو لوگ اس کی ہمنوائی کرتے ہیں وہ بھی۔

میرے بھائی! یہ اس امام کا قصور نہیں، یہ میرا قصور ہے کہ میں یا میری طرح دوسرے حضرات اس کو مسئلہ کی اہمیت نہیں سمجھا سکے، اگر اس کو یہ مسئلہ معلوم ہوتا کہ کسی غیر مسلم، خصوصاً باغیان رسالت مآب اور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے والے کس قدر خطرناک اور زہریلے ہیں اور ایک مسلمان کو ان سے کس قدر بغض و عداوت رکھنا چاہئے اور اپنی نئی نسل کو ان کی زہرناکی سے آگاہ کرنا ہمارا فرض ہے، اس لئے کہ وہ عام کافروں سے ہٹ کر بدترین کافر اور زندیق ہیں، اگر خدانخواستہ ہماری کوتاہی سے کوئی سیدھا سادا مسلمان ان کے دام تزویر میں پھنس گیا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے اپنا تعلق توڑ کر اس ملعون ابن ملعون، لعین قادیان مرزا غلام احمد قادیانی سے تعلق جوڑ لیا تو اس بات کا شدید اندیشہ ہے کہ کل قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے یہ کہہ کر منہ نہ موڑ لیں کہ میرے مخالف اور میرے باغی میری امت کے بھولے بھالے امتیوں کو گمراہ کرتے رہے اور تمہارے چہرے پر بل نہیں آیا؟

ان امام صاحب سے کوئی پوچھے کہ کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور صحابہ کرامؓ کو مسیلمہ کذاب کے کفر کا علم نہ تھا؟ اگر تھا اور یقیناً تھا تو انہوں نے غزوہ یمامہ کیوں برپا کیا؟ اور اس میں ۱۲ سو صحابہ و تابعین کیوں شہید کروائے؟

کیا حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو قادیانیوں کے کفر کا علم نہ تھا؟ کیا اکابرین دیوبند کو قادیانی کفر کا علم نہ تھا؟ کہ انہوں نے اپنی ساری زندگی اس فتنہ کی سرکوبی پر لگادی؟ ان سے کوئی پوچھے کہ دنیا جہان میں جتنا کفار و مشرکین اور اسلام دشمن ہیں کیا ان کے کفر کو بیان کرنا بھی ضروری نہیں؟ اگر نہیں تو کیا وہ کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے بارہ میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو قرآن و حدیث میں موجود ارباب کفر کی تردید کو وہ بیان نہیں کرے؟ اگر کرتے ہیں تو کیوں؟ اس کے علاوہ موصوف کو اس کی طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے کہ دیگر غیر مسلم تو کھل کر اپنے آپ کو غیر مسلم کہتے ہیں، لہٰذا ان کی طرف متوجہ ہونے والا یا ان کے عقائد و نظریات کو اپنانے والا علی وجہ البصیرت اس کفر و گمراہی کو اختیار کرے گا، جبکہ مرزائی اور قادیانی باوجود کافر و مرتد اور زندیق ہونے کے اپنے آپ کو مسلمان باور کراتے ہیں، وہ قرآن کو نہیں مانتے بلکہ قرآن کی جگہ مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کے مجموعہ ''تذکرہ'' پر ان کا ایمان ہے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور ختم نبوت کے منکر ہیں مگر اپنے آپ کو قرآن اور نبی آخرالزماں کا پیروکار باور کراتے ہیں، وہ شعائر اسلام کے منکر ہیں مگر مسلمانوں کو دھوکا دینے کی خاطر کہتے ہیں کہ ہم تمام اسلامی احکام اور شعائر اسلام کو مانتے ہیں گویا وہ اپنے کفر و زندقہ کو اسلام کے نام پر فروغ دیتے ہیں، کیا ایسے باغیان اسلام کی ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا مسلمانوں کا فرض نہیں ہے؟

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مؤسس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱ — ۲۵شعبان تا ۳رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/ جولائی ۲۰۱۲ء — شمارہ:۲۷

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

استقبالِ رمضان	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
رمضان المبارک کی عظمت و فضیلت	۷	مولانا محمد رمضان لدھیانوی
رمضان کو کیسے قیمتی بنائیں!	۱۰	مفتی ابوعبیدالرحمٰن عارف
مصر میں اخوان کی کامیابی	۱۵	مولانا محمد احمد حافظ
قادیانی تحریریں.....	۱۷	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مذاہب عالم میں روزہ کی اہمیت	۲۰	علامہ سید سلیمان ندویؒ
فتح مکہ..... حق آیا باطل غائب ہوا	۲۵	مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مال کو اس کے حق کے ساتھ لینے کا بیان

’’حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا، جو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، فرماتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: یہ مال سرسبز، میٹھا اور مزیدار ہے، پس جس شخص نے اس کو حق کے ساتھ لیا، اس کے لئے اس میں برکت ہوگی اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اللہ و رسول کے مال میں جہاں چاہتے ہیں گھس جاتے ہیں، ان کے لئے قیامت کے دن آگ کے سوا کچھ نہیں۔‘‘ (ترمذی، ج:۲، ص:۶۰)

یعنی دُنیا کا مال و دولت بالطبع مرغوب اور لذیذ ہے، اور یہ ہر شخص کو خوش نما معلوم ہوتا ہے، اور لوگ اسے حاصل کرنے اور سمیٹنے کے حریص نظر آتے ہیں، اور پھر مال کمانے والوں کی دو قسمیں ہیں، بعض لوگ تو اس کو حق کے ساتھ لیتے ہیں کہ مال کمانے کے جو ذرائع حرام یا مکروہ ہیں، ان سے پرہیز کرتے ہیں، بلکہ حلال اور طیب کمائی پر اکتفاء کرتے ہیں، اور مال کے کمانے میں شریعت کے اَحکام کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہیں، ان لوگوں کے لئے تو یہ مال موجبِ برکت ہوگا۔ دُنیوی برکت یہ کہ اس مال کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و رضاجوئی، صدقہ و خیرات اور صلہ رحمی کا ذریعہ بنادیا جائے گا، اور اس سے حق تعالیٰ کے تعلق اور قرب میں اضافہ ہوگا، دُنیوی آفات سے بھی محفوظ رہیں گے، اور حرام راستوں میں ان کا مال خرچ نہیں ہوگا، اور آخرت کی برکت یہ کہ وہ اَجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔

لیکن بہت سے لوگ مال کی لذت اور خوش نمائی پر ایسے ریجھ جاتے ہیں کہ اس کے اندر چھپے ہوئے زہر پر ان کی نظر نہیں جاتی، آخرت سے غافل، خدا تعالیٰ کی عبادت سے بے پروا اور مال کمانے سے متعلق خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اَحکام دیئے ہیں ان سے بے نیاز ہوکر زیادہ سے زیادہ مال سمیٹنے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں، دن کا چین اور رات کی نیند ان کے لئے حرام کردیتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے یہ مال نہ دُنیا میں باعثِ برکت ہوگا، نہ آخرت میں۔ دُنیا میں یہ بے چینی و پریشانی اور آفات و مصائب کو ساتھ لے کر آئے گا، اور پھر جس طرح حرام راستے سے آیا تھا اسی طرح فضول اور لایعنی چیزوں میں برباد بھی ہوگا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ: ’’لوگو! میں تمہارے اِخراجات کو دیکھ کر پہچان لیتا ہوں کہ مال تم نے کس ذریعے سے کمایا؟‘‘ یعنی اگر نیک کاموں میں خرچ ہوتا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ مال صحیح ذریعے سے کمایا گیا، اور اگر ناجائز یا فضول چیزوں میں خرچ ہوتا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ غلط ذریعے سے کمایا گیا، ورنہ اگر مال حلال ہوتا تو یوں ضائع نہ ہوتا۔

اور آخرت کا وبال یہ ہے کہ اس حرام ذریعے سے مال کمانے پر یہ شخص سزا کا مستوجب اور دوزخ کا مستحق ہوگا، اور پھر جن غلط اور فضول چیزوں میں مال خرچ کیا اس کا وبال بھی اس کو بھگتنا ہوگا، جو مال کمایا تھا اس کا اکثر و بیشتر حصہ یہیں دھرا رہ جائے گا، اور وارث اس کے ساتھ عیش اُڑائیں گے، لیکن اس کا حساب و کتاب اس کو دینا پڑے گا۔ حق تعالیٰ عقلِ سلیم عطا فرمائے اور اس مال کی آفات سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ملعون ہے دینار کا بندہ، ملعون ہے درہم کا بندہ۔‘‘ (ترمذی، ج:۲، ص:۶۰)

یہ حدیث جیسا کہ حضرت مصنف رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے، یہاں مختصر نقل ہوئی ہے، مشکوٰۃ شریف کے ص:۴۳۹ میں صحیح بخاری کے حوالے سے یہ حدیث مفصل مذکور ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

’’نامراد ہو دینار کا بندہ، درہم کا بندہ اور دوشالے کا بندہ، اگر اس کو دے دیا جائے تو خوش ہوجاتا ہے، اور نہ دیا جائے تو ناراض ہوجاتا ہے، خدا کرے ایسا شخص نامراد ہو، سرنگوں ہو، جب اس کے کانٹا چبھے تو نہ نکالا جائے۔ مبارک ہے وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے، سر پراگندہ، قدم غبار آلود، اگر اسے پہرے پر مقرر کردیا جائے تو پہرے پر رہتا ہے، اور اگر اسے لشکر کے پچھلے حصے میں رکھا جائے تو وہاں رہتا ہے، اگر وہ کسی کے ہاں جانے کی اجازت مانگے تو اسے اجازت نہیں ملتی، اور اگر وہ کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جاتی۔‘‘ (مشکوٰۃ، ص:۴۳۹)

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے اشخاص کا تذکرہ فرمایا ہے، ایک وہ جو روپے پیسے کے اور دُنیا کی عزت و وجاہت اور زینت و آرائش کے خواستگار ہیں، ان کو درہم و دینار اور دوشالوں کے بندے کہہ کر ان کے حق میں بددُعا فرمائی ہے، اس لئے کہ ایسے لوگوں کی سعی و عمل اور خوشی و ناخوشی کا محور روپیہ پیسہ ہے، وہی ان کا معبود ہے۔ جس کی غلامی و بندگی میں شب و روز سرگرداں ہیں، ایسے لوگوں کو اگر ان کا مطلوب و محبوب مل جائے تو خوش ہوجاتے ہیں، اور نہ ملے تو اللہ تعالیٰ سے بھی ناراض ہوجاتے ہیں، اور سو سو طرح کے حرفِ شکایت زبان پر لاتے ہیں، گویا ان کو اللہ تعالیٰ سے اتنا تعلق نہیں جتنی محبت روپے پیسے سے ہے، ان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بددُعائیں فرمائی ہیں، ایک ہلاکت و ناکامی کی، دُوسری ذلت و خواری اور سرنگونی کی، تیسری یہ کہ اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچے تو خدا کرے ان کی یہ تکلیف زائل نہ ہو، اگر ان کے کانٹا چبھے تو خدا کرے ان کا وہ کانٹا نہ نکلے، بلکہ وہ ہمیشہ اسی تکلیف و عذاب میں مبتلا رہیں۔ ان لوگوں کے حق میں ایسی سخت بددُعائیں اس لئے فرمائیں کہ ان کا جرم بھی بہت ہی سنگین ہے، انہوں نے حق تعالیٰ شانہٗ سے، جو محبوبِ حقیقی ہیں، اپنا تعلق توڑا، اور مردار دُنیا کو محبوب بنایا، حق تعالیٰ کی رضاجوئی کے فکر سے بے نیاز ہوکر مخلوق کے لئے محنت کرنے لگے، اور معبودِ حقیقی کے بجائے انہوں نے روپے پیسے اور دُنیا کے کوڑے کرکٹ کی پرستش شروع کردی۔ اس تشریح سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ان لوگوں کو عبدالدینار اور عبدالدرہم فرمایا ہے جو روپے پیسے اور مال و دولت کے حاصل کرنے میں اَحکامِ اِلٰہیہ کی پروا نہیں کرتے، اور نہ مال کے خرچ کرنے ہی میں اَحکامِ شرعیہ کو ملحوظ رکھتے ہیں۔

دُوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو صرف رضائے اِلٰہی کے طالب ہیں، اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے آمادہ ہیں، وہ جان ہتھیلی پر رکھ کر جہاد فی سبیل اللہ میں مشغول ہیں، تن بدن کا ہوش نہیں، سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں، اور جسم گرد و غبار سے اَٹا ہوا ہے، اور عزت و وجاہت یا ریاست و امارت کی بو بھی ان کے دماغ میں نہیں، ان کو پہرے پر مقرر کردیا جائے تو پہرے پر لگے ہوئے ہیں، لشکر کی پچھلی صفوں میں انہیں رکھا جائے تب بھی انہیں پروا نہیں، کس مپرسی اور بے کسی کا یہ عالم کہ کسی کی سفارش کریں تو کوئی سننے کو تیار نہ ہو، اور کسی کے دروازے پر دستک دیں تو کوئی اندر بلانے پر آمادہ نہ ہو، ایسے گم نام لوگ جنھوں نے حق تعالیٰ شانہٗ کی رضا کے لئے اپنا سب کچھ لٹادیا ہو لائقِ صد رشک اور قابلِ صد مبارک باد ہیں۔ ☆☆

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

استقبالِ رمضان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، یہ بہت ہی عظیم الشان مہینہ ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے دن کے روزے فرض کئے ہیں اور رات کے قیام یعنی تراویح کو سنت قرار دیا ہے۔ اس ماہ میں اعمال صالحہ کا اجر وثواب کئی گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے۔ یعنی نفل کا اجر وثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر کے حساب سے زائد کیا جاتا ہے۔ برکتوں والے اس ماہ مبارک میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے، یہ غم خواری اور غمگساری کا مہینہ ہے، اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ آ رہا ہے، اس مبارک مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں کو بارگاہ الٰہی میں کھڑا ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے) افطار کرایا تو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر

کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے، اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا.... اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت اور درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں کمی کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے دے گا۔" (شعب الایمان للبیہقی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوجاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین کو باندھ دیا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جنت کو سال بھر رمضان کی وجہ سے مزین کیا جاتا ہے۔ رمضان کی آخری رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مغفرت ہوتی ہے، کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا یہ لیلۃ القدر کی رات ہوتی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! بلکہ وجہ یہ ہے کہ مزدور جب مزدوری سے فارغ ہوجاتا ہے تو اس کو مزدوری دی جاتی ہے۔

آج مادیت کے اس دور میں ہر آدمی ذلیل دنیا کے پیچھے دوڑ رہا ہے، مرد ہوں یا عورتیں شب و روز حصول دنیا کے پیچھے سرگرداں نظر آتے ہیں، حتی کہ اس کی وجہ سے نماز جیسا فریضہ بھی پس پشت ڈال دیا جاتا ہے، کبھی نماز پڑھ لی اور کبھی نہ پڑھی، جس کی بنا پر آج کا مسلمان، جگہ جگہ نفسیاتی اور ذہنی طور پر الجھاؤ کا شکار نظر آتا ہے اور جب کہ سکون قلب، اطمینان اور راحت و آرام جیسے الفاظ کی حقیقت سے ناواقف اور ناآشنا معلوم ہوتا ہے۔ ان کے سکون، اطمینان اور راحت و آرام کا سامان اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے، اللہ تعالیٰ کے احکامات ماننے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر چلنے میں ہے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد جیسے فرائض ہم پر لازم کیے ہیں تاکہ انسان اپنے خالق و مالک اور رزاق کی بندگی بجالائے اور اسے صحیح معنوں میں زندگی کا لطف اور سرور میسر ہو۔

اس مبارک ماہ میں اللہ جل شانہ کی رحمتیں سمیٹنے اور پروانہ نجات حاصل کرنے کے لئے ہمیں رمضان کا بھرپور استقبال کرنا چاہئے۔ رمضان کے اوقات بہت قیمتی ہیں، معلوم نہیں اگلا رمضان ہمیں نصیب ہوگا یا نہیں۔ لہٰذا اپنے روز مرہ کے ضروری امور نمٹا کر رحمت کی ان گھڑیوں کے لئے فراغت حاصل کرنی چاہئے، تاکہ یکسوئی سے تلاوت، تراویح، نوافل، درود شریف، ذکر و اذکار اور دیگر خیر کے کاموں میں مشغول رہ سکیں، امید ہے کہ اس طرح نفس کو اس کی مرغوبات سے روکنے کی عادت ہوجائے گی، اس سرکش نفس کی اصلاح اور شریعت کے احکام جو نفس کو بھاری معلوم ہوتے ہیں ان کا کرنا سہل ہوجائے گا اور تقویٰ کی نعمت نصیب ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ اس ماہ میں چار کام کثرت سے کرنا چاہئیں: ۱:... لا الٰہ الا اللہ کی کثرت، ۲:... استغفار کی کثرت، ۳:... دعاؤں کے ذریعے جنت کا سوال، ۴:... جہنم سے بچنے کی دعا۔

ماہ رمضان میں ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ بھی ہمدردی کا معاملہ کریں، اپنے ماتحتوں اور خادموں کا بوجھ ہلکا کریں۔ خصوصاً تاجر حضرات سے گزارش ہے کہ اس ماہ میں اشیائے خورد و نوش کی مصنوعی قلت یا ذخیرہ اندوزی کے ذریعے مسلمان بھائیوں کا خون نہ چوسیں۔ دیکھنے میں آتا ہے کہ جو اشیاء غیر رمضان میں ارزاں اور سستی ہوتی ہیں۔ رمضان میں ان کے دام آسمان سے باتیں کرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے غریب اور متوسط طبقہ شدید متاثر ہوتا ہے، ایسی کمائی سے جہاں خیر و برکت اٹھ جاتی ہے وہاں اس کے ساتھ ساتھ معاشرتی شر و فساد بھی جنم لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

رمضان المبارک کی عظمت وفضیلت

مولانا محمد رمضان لدھیانوی

رمضان رمض (بمعنی جلنا) سے ماخوذ ہے چونکہ یہ مہینہ بھی گناہوں کو جلادیتا ہے، اس لئے اسے رمضان المبارک کہتے ہیں یا رمضان رمض بمعنی ''زمین کی گرمی سے پاؤں کا جلنا'' سے ماخوذ ہے، چونکہ ماہ رمضان بھی تکلیف نفس اور جلن کا سبب ہے، اس لئے یہ اس کا نام پڑ گیا۔ (غیاث اللغات)

ماہ مبارک کی فضیلت وعظمت:

رمضان المبارک نیکیوں کا موسم بہار ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت اس ماہ میں بارش کی طرح برستی ہے، مغفرت کا پروانہ ملتا ہے اور جہنم کی آگ سے آزادی ملتی ہے، خیر کے طلبگار آگے بڑھتے ہیں، شر کے چاہنے والوں کو پیچھے ہٹادیا جاتا ہے۔ ہر عبادت کا ثواب بڑھادیا جاتا ہے، نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر عطا کیا جاتا ہے۔ اس ماہ کو قرآن کریم سے خاص مناسبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لئے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہے۔''

اس آیت نے واضح طور پر بتلادیا کہ رمضان کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس ماہ مبارک میں قرآن کریم نازل ہوا اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ صرف قرآن حکیم ہی نہیں بلکہ انسانی ہدایت کے لئے جو کچھ بھی آسمانوں سے نازل ہوا اس کے لئے حق تعالیٰ نے اسی مہینہ کا انتخاب فرمایا۔

بروایت واثلۃ بن الاسقع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''رمضان کی پہلی تاریخ کو صحف ابراہیم علیہ السلام، چھٹی کو توریت، تیرھویں کو انجیل اور چوبیسویں کو قرآن کریم نازل ہوا۔'' (البحرالمحیط)

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کو ایک خاص شرف سے نوازا ہے اور اپنی ربوبیت کا پوری طرح اظہار فرمایا ہے اس طرح کہ اس میں قرآن کریم نازل فرمایا، اس لئے بندوں کو حکم دیا کہ وہ اس مہینہ کو روزہ کی اہم عبادت سے فروزاں رکھیں، ربوبیت کا شکر عبودیت ہی سے ہوسکتا تھا۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے انوار صمدیہ ہر وقت اور ہر ساعت جلوہ افروز ہیں، جن میں نہ کوئی خفا ہے نہ کوئی حجاب لیکن ارواح انسانی میں انوار کی تجلی سے علائق بشری مانع تھیں، ان علائق بشری کو کمزور اور ضعیف کرنے کے لئے روزہ کی عبادت فرض کی تاکہ ارواح انسانی انوار صمدانی کو جذب کرسکیں۔'' (تفسیر کبیر)

حدیث کا پہلا جملہ تو واضح ہے، دوسرے جملہ پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ساری ہی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں وہ کون سی خصوصیت تھی کہ روزہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی، اس سلسلہ میں علامہ مرتضیٰ زبیدیؒ نے چند اقوال نقل کئے ہیں، جن کی تلخیص درج ذیل ہے:

ا:... کھانے پینے سے بے نیازی حق تعالیٰ کی شان ہے بندہ جب روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے کچھ مشابہت حاصل کرتا ہے، اس لئے فرمایا گیا ہے کہ روزہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

۲:... نماز، سجدہ، رکوع، ذکر اور صدقہ سے غیر اللہ کی بندگی، بت پرستوں یا گمراہ فرقوں نے بھی کی لیکن روزہ سے غیر اللہ کی بندگی نہیں کی گئی کبھی نہ سنا گیا یا دیکھا گیا کہ کسی بت پرست یا گمراہ نے اپنے بت یا بزرگ کے نام پر روزہ رکھا ہو اس لئے فرمایا گیا کہ روزہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

۳:... اگر کوئی کسی کا حق غصب کرے یا تکلیف وایذا دے اور دنیا میں اس کا حق ادا کرے یا معاف کرائے بغیر مرجائے تو اللہ تعالیٰ ظالم سے اس کی نماز اور عبادت اس کے ظلم کے بدلہ میں دلوائیں گے البتہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو کسی کے حق کے بدلہ میں نہیں دیا جائے گا، اس لئے اس حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی۔

۴:... عام عبادات اور طاعات کا قانون یہ ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک دیا جاتا ہے لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ اس میں یہ قانون نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اپنی جود وسخا کا اظہار فرماتا ہے اور روزہ دار کو بے حد وحساب اجر دیتا ہے، وجہ ظاہر ہے کہ روزہ صبر ہے اور صبر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''صبر کرنے والوں کو بے حد اجر دیا جائے گا۔''

۵:... ترکِ طعام وشراب ملائکہ کی صفت ہے، اس لئے جب بندہ روزہ رکھتا ہے تو ان کی صفت سے متصف ہوجاتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ فرشتوں سے نہیں دلوائے گا، بلکہ خود دے گا۔

۶:... یہ نسبت شرف وتکریم کی بناء پر ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ بیت اللہ، کعبۃ اللہ، ناقۃ اللہ وغیرہ۔

۷:... نماز، زکوٰۃ اور حج وغیرہ ظاہری اشکال رکھتے ہیں، لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی کوئی ظاہری شکل نہیں ہے، اس لئے اس میں ریا کاری کا شائبہ نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی، چنانچہ بیہقی اور ابونعیم کی روایت میں اس کی تصریح بھی ہے روزہ میں دکھلاوا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، بندہ میری وجہ سے ہی اپنے کھانے پینے کو چھوڑتا ہے۔

۸:... صوم (روزہ) کسی چیز سے رک جانے یا کسی چیز کے بلند ہوجانے کو کہتے ہیں دن جب چڑھ جاتا ہے تو اس وقت اہلِ عرب کہا کرتے تھے صام النہار، روزہ بھی دوسری عبادات و طاعات سے ممتاز ہے اور بلندی ورفعت میں بے مثل ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔ (شرح احیاء)

دعا کی قبولیت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رمضان شریف کی پہلی رات ہوئی تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم (لوگوں سے خطاب کرنے کے لئے) کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرکے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! تمہاری طرف سے تمہارے دشمن جنات کے لئے خداوند تعالیٰ کافی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم سے دعا قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے (چنانچہ کلام پاک میں) ارشاد ہے: "اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ" (مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا) خوب سن لو! خداوند قدوس نے ہر سرکش شیطان پر سات فرشتے (نگرانی کے لئے) مقرر فرمادیے ہیں، لہٰذا اب وہ ماہِ رمضان گزرنے تک چھوٹنے والے نہیں ہیں، اور یہ بھی سن لو رمضان شریف کی پہلی رات سے اخیر رات تک (کے لئے) آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور اس مہینے میں دعا قبول ہوتی ہے۔"

جب رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی پہلی شب ہوتی تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم (ہمہ تن عبادت میں مصروف ہونے کے لئے) تہبند کس لیتے اور ازواج مطہرات سے علیحدہ ہوجاتے، اعتکاف فرماتے اور شب بیداری کا اہتمام فرماتے۔ کسی نے پوچھا: "شَدُّ الْمِئْزَرِ" (یعنی تہبند کس لیتے) کا کیا مطلب ہے؟ تو راوی نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں بیویوں سے الگ رہتے تھے۔ (کنز العمال)

رمضان کی کیا حقیقت ہے:

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان کے چاند نظر آنے پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ رمضان المبارک کی کیا حقیقت ہے تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہوجائے۔ پھر (قبیلہ) خزاعہ کے ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! (رمضان کے بارے میں) ہمیں کچھ بتلایئے، آپ نے ارشاد فرمایا: رمضان المبارک کے لئے جنت شروع سال سے اخیر سال تک سجائی جاتی ہے، جب رمضان شریف کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش (الٰہی) کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس سے جنت کے درختوں کے پتے ہلنے (اور بجنے) لگتے ہیں اور حورعین عرض کرتی ہیں، اے ہمارے رب! اس مبارک مہینے میں ہمارے لئے اپنے بندوں میں سے کچھ شوہر مقرر کردیجئے جن سے ہم اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں اور وہ ہم سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔

(اس کے بعد پھر) آپ نے فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ رمضان شریف کا روزہ رکھے مگر یہ بات ہے کہ اس کی شادی ایسی حور سے کردی جاتی ہے جو ایک ہی موتی سے بنے ہوئے خیمے میں ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا ہے:

"حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ" (الرحمٰن:۷۲)

ترجمہ: "حوریں خیموں میں رکی رہنے والی۔"

اور ان عورتوں میں سے ہر عورت کے جسم پر ستر قسم کے لباس ہوں گے جن میں سے ہر لباس کا رنگ دوسرے لباس سے مختلف ہوگا اور انہیں ستر قسم کی خوشبودی جائے گی جن میں سے ہر خوشبو کا انداز دوسرے سے مختلف ہوگا اور ان میں سے ہر عورت کی (خدمت اور) ضرورت کے لئے ستر ہزار نوکرانیاں اور ستر ہزار خادم ہوں گے، ہر خادم کے ساتھ سونے کا ایک بڑا پیالہ ہوگا جس میں کئی قسم کا کھانا ہوگا (اور وہ کھانا اس قدر لذیذ ہوگا کہ) اس کے آخری لقمے کی لذت پہلے لقمے سے کہیں زیادہ ہوگی اور ان میں سے ہر عورت کے لئے سرخ یاقوت کے تخت ہوں گے، ہر تخت پر ستر بستر ہوں گے جن کے استر موٹے ریشم کے ہوں گے اور ہر بستر پر ستر گدے ہوں گے اور اس کے خاوند کو بھی اسی طرح سب کچھ دیا جائے گا (اور وہ) موتیوں سے جڑے ہوئے سرخ یاقوت کے ایک تخت پر بیٹھا ہوگا، اس کے ہاتھوں میں دو کنگن ہوں، یہ

رمضان المبارک کے ہر روزہ کا بدلہ ہے (خواہ) جو (شخص) بھی روزہ رکھے (اور روزہ دار نے) روزہ کے علاوہ جو نیکیاں (اعمال صالحہ) کی ہیں، ان کا اجر و ثواب اس کے علاوہ ہے، مذکورہ ثواب صرف روزہ رکھنے کا ہے۔ (الترغیب والترہیب)

عظیم الشان محل:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ جنت ماہ رمضان کے لئے شروع سال سے اخیر سال تک سجائی جاتی ہے، جب رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو جنت (اللہ تعالیٰ سے) عرض کرتی ہے، اے اللہ! اس مبارک مہینہ میں اپنے بندوں میں سے کچھ بندے میرے اندر قیام کرنے والے مقرر فرما دیجئے (جو عبادت کرکے میرے اندر داخل ہو سکیں)، (اسی طرح) حور عین بھی عرض کرتی ہیں کہ اے خدائے ذوالجلال! اس بابرکت مہینے میں اپنے بندوں میں سے ہمارے واسطے کچھ خاوند مقرر فرما دیجئے۔ چنانچہ جس شخص نے رمضان شریف کے مہینے میں اپنے نفس کی حفاظت کی اور کوئی نشہ آور چیز نہیں پی اور نہ کسی مومن پر (کوئی) بہتان لگایا اور نہ کوئی گناہ (کبیرہ) کیا تو اللہ جل شانہ (رمضان شریف کی) ہر رات میں اس بندہ کی سو حوروں سے شادی کر دیتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک محل سونے، چاندی، یاقوت اور زمرد کا تیار کر دیتے ہیں (اس محل کی لمبائی، چوڑائی کا یہ عالم ہے کہ) اگر ساری دنیا اکٹھی کرکے اس محل میں رکھ دی جائے تو ایسی معلوم ہو جیسے دنیا میں کوئی بکریوں کا باڑہ ہو (یعنی جس طرح تمام دنیا کے مقابلہ میں بکریوں کا باڑہ چھوٹا سا معلوم ہوتا ہے، اسی طرح اگر ساری دنیا جنت کے اس محل میں رکھ دی جائے تو بکریوں کے باڑے کی طرح چھوٹی سی معلوم ہوگی)۔

اور جس شخص نے اس مبارک مہینے میں کوئی نشہ آور چیز پی یا کسی مومن پر کوئی بہتان لگایا یا کوئی گناہ (کبیرہ) کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے (گزشتہ) سال بھر کے نیک اعمال ختم کر دیں گے۔ لہٰذا رمضان شریف کے مہینے میں بے احتیاطی سے بچو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جس میں حدود سے آگے نہ بڑھو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے گیارہ مہینے مقرر کئے ہیں، جن میں (طرح طرح کی) نعمتیں استعمال کرتے ہو اور لذتیں حاصل کرتے ہو، رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کرانے کے لئے خاص فرمایا ہے۔ لہٰذا رمضان کے مہینہ میں بے احتیاطی سے گریز کرو۔ (اور جان و دل سے اطاعت کرو)۔ (جمع الفوائد)

پہلا روزہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان دروازوں میں سے کوئی دروازہ بھی رمضان شریف کی آخری رات آنے تک بند نہیں کیا جاتا اور کوئی مسلمان بندہ ایسا نہیں ہے کہ رمضان شریف کی راتوں میں سے کسی رات میں نماز پڑھے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر سجدے کے بدلے میں ڈھائی ہزار نیکیاں لکھے گا اور اس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت کا ایک مکان بنا دے گا، جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر سونے کا ایک محل ہوگا جو سرخ یاقوت سے آراستہ ہوگا، پھر جب روزہ دار رمضان المبارک کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے گزشتہ سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس روزہ دار کے لئے روزانہ صبح کی نماز سے لے کر غروب آفتاب تک ستر ہزار فرشتے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے رہتے ہیں اور رمضان شریف کی رات یا دن میں (اللہ کے حضور جب) کوئی سجدہ کرتا ہے تو ہر سجدے کے عوض اس کو (جنت میں) ایک ایسا درخت ملتا ہے جس کے سایہ میں سوار پانچ سو برس تک چل سکتا ہے۔ (الترغیب والترہیب)

☆☆..........☆☆

مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر میں طلبا کا سالانہ امتحان

رجب المرجب ۱۴۳۳ھ کے آخری ہفتہ میں مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے طلبا کا سالانہ امتحان ہوا بحمد اللہ تعالیٰ طلبا اچھے نمبروں سے پاس ہوئے، درجہ حفظ و درجہ کتب کے غیر وفاقی طلبا نے بھی خوب تیاری کی اور امتحان دیا۔ درجہ کتب کے طلبا کو یکم شعبان بروز جمعرات کو سالانہ تعطیلات ہوئیں، طلبا کو رخصت دی گئی، آخری دن سالانہ امتحان کا نتیجہ سنایا گیا اور حسن کارکردگی پر بعض طلبا کو انعام دیا گیا۔ انعام دو قسم کا تھا: ایک انعام ان طلبا کے لئے تھا جنہوں نے پورے سال میں بلاوجہ کوئی چھٹی نہیں کی، ان طلبا کو انعام میں ”ید بیضا“ (جو خانقاہ عالیہ قادریہ دین پور شریف کے بانی حضرت خلیفہ غلام محمدؒ اور امام الاولیاء والاتقیاء حضرت مولانا میاں عبدالہادیؒ کے حالات پر مشتمل ہے) وغیرہ دی گئی، دوسرا انعام ان طلبا کے لئے تھا جو سال بھر نماز میں صف اول تکبیر اولیٰ و مدرسہ کے جمیع معمولات کی پابندی کرتے رہے، انہیں انعام میں ”نماز کے احکام“ وغیرہ کتب دی گئیں۔ انعام سے قبل مولانا غلام رسول دین پوری نے طلبا کو ہدایات دیں۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی نے انعام تقسیم کئے اور اختتامی دعا مولانا غلام مصطفیٰ (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر) نے کی۔ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو مزید ترقیات سے نوازے آمین۔

رمضان کو کیسے قیمتی بنائیں

مفتی ابوعبیدالرحمٰن عارف محمود

رمضان کے مبارک مہینے کو کیسے قیمتی بنایا جائے؟ اس میں کون سے اعمال اختیار کیے جائیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو ہر رمضان کی آمد کے ساتھ ہر مسلمان مرد وعورت کے ذہن میں اٹھتا ہے، بہت اہم، انتہائی قیمتی اور اہمیت کا حامل سوال ہے، رمضان کے مہینے کو قیمتی بنانے کے لئے جہاں فرض روزہ اور پانچ وقت کی نماز باجماعت کا اہتمام اور تمام معاصی کا ترک کرنا ضروری ہے، وہیں ایسے اعمال، اسباب ووسائل کو اختیار کرنا بھی ضروری ہے جن سے یہ مبارک مہینہ مزید قیمتی بن جائے، ذیل میں اختصار کے ساتھ ان وسائل واسباب کا تذکرہ کرتے ہیں جن کو اختیار کرکے ہر مسلمان اس مہینے کو قیمتی بنا سکتا ہے:

افطار کروانا:

اس مبارک مہینے میں ہر مسلمان حسب استطاعت روزہ داروں کو افطار کروا کر دہرا اجر حاصل کرسکتا ہے، چنانچہ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی روزہ دار کو افطار کروایا اس کو روزہ دار کے مثل اجر ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔'' (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

خیر کے کاموں میں خرچ:

خیر کے کاموں میں خرچ کے ذریعہ سے جہاں ایک طرف نیکی کے کاموں میں تعاون اور مستحق لوگوں کی امداد ہوتی ہے تو دوسری طرف رمضان میں عام دنوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ اجر حاصل ہوتا ہے

مکمل یکسوئی:

رمضان کے مبارک مہینے کو قیمتی بنانے کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم اس مہینے میں گھر کے تمام افراد پرنٹ والیکٹرانک میڈیا میں موجود اسباب معاصی سے اپنے آپ کو دور رکھیں، تاکہ یکسو ہوکر اللہ کی عبادت میں مشغول ہوسکیں، سلف صالحین رحمہم اللہ تو اس مہینے میں قرآن وحدیث کی تعلیم کو موقوف کردیتے تھے، تاکہ قرآن کی تلاوت، اس میں غور وفکر اور تدبر، عبادات اور قیام اللیل یعنی تہجد کے لئے مکمل طور سے فارغ ہوجائیں، تو کیا ہم لوگ ایک مہینہ کے لئے اپنے آپ کو میڈیا کے ایمان کش سیلاب سے خود کو دور نہیں رکھ سکتے!۔

دعا کا اہتمام:

ویسے تو رمضان کا لمحہ لمحہ دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے، لیکن افطار سے پہلے کے چند لمحات بہت ہی قیمتی ہوتے ہیں، یہ دعا کی قبولیت کے یقینی اوقات میں سے ہیں، بجائے فضول کاموں میں وقت ضائع کرنے کے اس وقت کو قیمتی جان کر دعا میں مصروف ہوجائیں، اپنے لئے اور تمام امت مسلمہ کے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کا سوال کریں۔

والدین کی اطاعت:

رمضان کو قیمتی بنانے کا ایک بہت ہی اہم وسیلہ اور ذریعہ والدین کی اطاعت وفرماں برداری ہے، کوشش کریں کہ اس مہینے میں خاص طور سے والدین کے قریب رہیں، ان کی خدمت کریں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں، ان کو ہر طرح کی راحت وسہولت پہنچانے کی فکر کریں۔

مسواک کا اہتمام:

مسواک کا اہتمام کریں، مسواک جیسے پورے سال میں سنت ہے، ایسے ہی رمضان میں اس کا کرنا سنت ہے، بلکہ عام دنوں کے مقابلے میں اس کا اجر کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

رمضان میں عمرہ کرنا:

رمضان میں عمرہ کرنا ایک بہت بڑا عمل ہے، ثواب کے اعتبار سے اس کا اجر ایک حج کے برابر ہے، اس میں بھی لوگ افراط وتفریط کا شکار ہیں، اس لئے کوشش کریں کہ ائمہ مساجد اور علماء سے مشاورت کے بعد اس عمل کو انجام دیں۔

دعوت الی اللہ:

اس مہینے میں دعوت الی اللہ کے عمل کو اہتمام وخصوصیت کے ساتھ انجام دیں، لوگوں کو مساجد کی طرف اور اعمال خیر کی طرف متوجہ کریں۔

اہل ثروت کے لئے:

اہل ثروت واصحاب خیر حضرات دیگر امور خیر کے علاوہ معتمد علماء کرام کی دینی کتب، خاص کر رمضان کے مسائل وفضائل سے متعلق کتابیں خرید کر مسلمانوں میں تقسیم کریں، تاکہ معاشرے میں رمضان کے مسائل وفضائل کے معلوم کرنے کی ایک عام فضا قائم ہوجائے۔

تلاوت قرآن کریم:

قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کریں، لیکن کوشش کریں کہ قرآن کریم کو صحیح اور درست پڑھیں، تلفظ اور ادائیگی میں فحش غلطیوں سے اجتناب کریں، اگر پہلے سے پڑھا ہوا نہیں تو کوشش اس بات کی کریں کہ اس مہینے میں قرآن پاک کے حوالے سے اتنی محنت کریں کہ قرآن صحیح پڑھنا آجائے۔

ماتحتوں کی فکر:

اپنی اولاد، بہن بھائیوں اور اپنے ماتحتوں کی فکر کریں کہ وہ بھی اس مہینے کو قیمتی بنائیں، خدانخواستہ ان کے اوقات کسی غلط اور لغو کام میں صرف نہ ہوجائیں، پیار، محبت، ترغیب اور بقدر ضرورت ترہیب کے ساتھ ان کو اعمال خیر کی طرف متوجہ کریں۔

نماز پنج گانہ با جماعت کا اہتمام:

نماز پنج گانہ با جماعت ادا کرنے کی کوشش کریں، عام طور سے مغرب میں افطاری کی وجہ سے اور فجر میں نیند کے غلبہ کی وجہ سے جماعت کی نماز سے غفلت برتی جاتی ہے، یہ بہت بڑی محرومی کی بات ہے، تھوڑی سی ہمت کر کے ہم خود بھی اور ترغیب کے ذریعے دوسروں کو بھی اس غفلت سے بچا سکتے ہیں، فرائض با جماعت ادا کرنے کے اہتمام کے علاوہ سنن اور نوافل کا بھی خاص اہتمام کریں، اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد کے علاوہ بھی کچھ وقت نوافل کے لئے مخصوص کردیں، کیوں کہ رمضان میں نفل کا ثواب فرائض کے بقدر کردیا جاتا ہے۔

وقت سحر اعمال کا اہتمام:

سحری کا وقت بہت ہی قیمتی وقت ہوتا ہے، اس وقت اللہ کی خاص رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے، ایک تو سحری کھانے کا اہتمام ہو، اس کے علاوہ کچھ وقت بچا کر اذکار، وظائف اور استغفار میں لگائیں، اس وقت استغفار کرنا متقیوں اور اہل جنت کی صفات میں سے ہے۔

خواتین کے لئے:

خواتین رمضان کی مبارک گھڑیوں کو صرف کھانے پکانے میں صرف نہ کریں، اس میں کوئی شک نہیں کہ افطاری و سحری تیار کرنا باعث اجر و ثواب ہے، لیکن بقدر ضرورت وقت اس میں صرف کریں اور اس کے علاوہ اوقات کو اعمال صالحہ میں صرف کریں۔

بازاروں میں فضول گھومنے پھرنے سے اجتناب:

رمضان میں بہت سارے خواتین و حضرات بازاروں میں گھوم پھر کر کپڑوں، جوتوں اور دیگر اشیاء کی خریداری کے عنوان سے اپنے قیمتی اوقات ضائع کرتے ہیں، اعمال صالحہ سے محروم ہوجاتے ہیں، رمضان سے متعلق جتنی ضروریات ہیں وہ اس مہینے کے شروع ہونے سے پہلے ہی خرید لیں اور باقی اگر رمضان میں کوئی ضرورت ہو تو بقدر ضرورت چیزیں خرید کر فوراً گھر لوٹ آئیں، بازاروں اور شاپنگ مالوں میں فضول گھوم پھر کر اپنا قیمتی وقت ضائع اور برباد مت کریں۔

بیس رکعات تراویح کا اہتمام:

نماز تراویح اور اعتکاف کا مکمل اہتمام کریں، بیس رکعات تراویح پر خیر القرون سے لے کر آج تک تمام امت مسلمہ اس پر متفق ہے، سستی اور غفلت یا کسی کے شک میں ڈالنے سے کچھ رکعات (مثلاً آٹھ رکعات) پڑھ کر جان نہ چھڑائیں، بلکہ مکمل ۲۰ رکعات پڑھنے کا اہتمام کریں، اس طرح سستی کرنا بڑی محرومی کی بات ہے۔

خواتین کی تراویح و اعتکاف:

خواتین اپنے گھروں میں فرض نمازوں کے ساتھ تراویح اور اعتکاف کا بھی اہتمام کریں، تراویح اور اعتکاف کا حکم جیسے مردوں کے لئے ہے، ایسے ہی خواتین کے لئے بھی ہے، البتہ مرد حضرات دونوں عمل مسجد میں سر انجام دیں گے اور عورتیں گھروں میں۔

بچوں کو نماز روزہ کا عادی بنائیں:

کوشش کریں کہ سات سال کے بچوں کو نماز اور روزہ کا عادی بنائیں ان کی حوصلہ افزائی کریں، ہمت دلائیں تاکہ وہ بھی اس مہینے کی برکات سے مالا مال ہوجائیں۔

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رمضان میں اپنے بچوں کو روزہ رکھواتے تھے اور ان کو مشغول رکھنے کے لئے کھلونے بنا کر دیتے تھے۔

یہ چند امور رمضان کے مہینے کو قیمتی بنانے کے حوالے سے قابل توجہ ہیں، ان کے علاوہ بھی ائمہ مساجد اور مستند علماء سے پوچھ پوچھ کر اپنا رمضان قیمتی بنا سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس مبارک ماہ کی قدر نصیب فرمادے۔ (آمین)

جہنم سے آزادی و خلاصی؟ کیسے ممکن؟

ہر مسلمان کی یہ خواہش و چاہت ہوتی ہے کہ وہ آخرت میں کامیاب قرار پائے، جنت میں چلا جائے اور اسے جہنم سے خلاصی و آزادی عطا ہوجائے، یہ کیسے ہوگا؟ آیئے احادیث مبارکہ کی روشنی میں اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے ہر دن اور رات کو اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے آزادی عطا فرماتے ہیں اور ہر مسلمان کی ہر دن اور رات ایک دعا قبول ہوتی ہے، امام احمد ہی کی ایک روایت میں ہے کہ ہر افطار کے وقت اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔

وہ کون سے اعمال و اسباب ہیں جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ بندوں کو جہنم سے خلاصی و آزادی عطا فرماتے ہیں، خاص طور سے رمضان کے مبارک مہینے میں، جب اللہ کی رحمت عام ہوجاتی ہے، شیاطین قید کردیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیے

جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ہم گناہ گار مسلمانوں کو یہ موقع غنیمت سمجھنا چاہئے کہ بلاعوض جنت عطا کی جارہی ہے اور جہنم سے خلاصی عنایت ہورہی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انت عتیق اللہ من النار، آپ کو اللہ نے آگ سے آزادی عطا فرمائی ہے، حضرت ابوبکر کی طرح ہر مسلمان کو آگ سے خلاصی مل جائے اس کے لئے اعمال کو اختیار کرنا ہوگا۔

اعمال میں اخلاص:

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بندہ اخلاص کے ساتھ، اللہ کی رضا کے لئے "لا الہ الا اللہ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کردیتے ہیں۔

اخلاص کی واضح علامت یہ ہے کہ بندہ مکمل بیداری، اہتمام اور نشاط کے ساتھ اللہ کی اطاعت کرے اور اس بات کو محبوب رکھے کہ سوائے اللہ کے کوئی اس کے اعمال پر مطلع نہ ہوسکے۔

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ کب پتہ چلتا ہے کہ بندہ مخلصین میں سے ہے؟، انہوں نے فرمایا: اس وقت جب بندہ اپنی تمام کوششیں اور صلاحیتیں اللہ کی اطاعت میں صرف کرے اور یہ تہیہ کرے کہ بندوں کے نزدیک اس کا کوئی مقام ومرتبہ نہ ہو۔

تکبیر تحریمہ کے ساتھ باجماعت نماز کا اہتمام:

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے چالیس (۴۰) دن تک باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھی، اس کو دو پروانے عطا کیے جاتے ہیں، ایک جہنم سے آزادی کا اور دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔

ہم کوشش کریں کہ اذان ہونے کے بعد صرف نماز کی تیاری میں مشغول ہوں، ان شاء اللہ کبھی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوگی۔

عصر اور فجر کی نمازوں پر محافظت (پابندی):

مسلم شریف کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوگا جو سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھ لے یعنی فجر اور عصر کی۔

فجر اور عصر کی نمازوں کے ساتھ ان کی سنتوں کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔

مسلم شریف ہی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی دو رکعتیں دنیا وما فیہا سے بہتر ہیں۔

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے۔

ظہر سے پہلے اور بعد میں سنتوں کا اہتمام:

ترمذی ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا: جس نے ظہر سے پہلے اور بعد کی چار رکعتوں پر محافظت کی اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کردیتے ہیں۔

عزیزان گرامی! یہ فضیلت تو پابندی کرنے والوں کو حاصل ہوگی، کوشش کریں کہ اہتمام کے ساتھ ان کو ادا کریں۔

اللہ کی خشیت سے رونا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص ہرگز جہنم کی آگ میں داخل نہ ہوگا جو اللہ کی خشیت سے رویا، حتی کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے، اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی جمع نہیں ہوسکتے۔ (رواہ الترمذی والنسائی)

مبارک ہو آپ کو اگر آپ اللہ کی خشیت سے روتے ہیں، دلوں پر لگا ہوا گناہوں کا زنگ ندامت کے آنسو ہی دھوتے ہیں، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی پورے سال میں ایک مرتبہ بھی اللہ کی خشیت سے رویا تو یہ بھی بہت ہے۔

مسلم شریف کی روایت کے مطابق اللہ کے عرش کا سایہ پانے والے سات خوش نصیبوں میں سے ایک وہ آدمی ہے جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہیں۔

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ دو قطروں سے بڑھ کر اللہ کو کوئی چیز پسندیدہ نہیں، ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کی خشیت کی وجہ سے نکلا ہو اور دوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ کے راستے میں بہایا گیا ہو۔

خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آنسو کا ایک قطرہ آگ کی کئی موجوں کو بجھانے کے لئے کافی ہوتا ہے، اگر کوئی آنسو آنکھ سے نکل کر رخسار پر بہہ پڑتا ہے تو وہ چہرہ کبھی آگ کو نہ دیکھے گا، کوئی بھی بندہ اللہ کی خشیت سے نہیں روتا، مگر اس کے اعضاء وجوارح بھی اس کے ساتھ خشیت اختیار کرتے ہیں، اس کا نام اس کی ولدیت کے ساتھ ملأ اعلیٰ پر لکھا جاتا ہے، اس کا دل اللہ کے ذکر کے ساتھ روشن ہوتا ہے۔ (الرقۃ والبکاء لابن أبی الدنیا)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خشیت کا کوئی آنسو نصیب فرمادے۔

اللہ کی راہ میں چلنے والے قدم:

ترمذی شریف کی روایت میں یزید بن ابی مریم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جمعہ کی نماز کے لئے جارہا تھا تو عبایہ بن رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ ملے اور کہا کہ تمہیں خوش خبری ہو کہ تمہارے یہ قدم اللہ کے راستے میں پڑ رہے ہیں، میں نے ابوعبس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں وہ جہنم کی آگ پر حرام ہو جاتے ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ پہلے وقت میں غسل کرکے جمعہ کی نماز کے لئے آنے اور بات چیت کئے بغیر خطبہ سننے پر ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزے اور قیام کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

اہل ایمان بھائیو! آیئے کوشش کریں کہ ہمارا اٹھنے والا ہر قدم اللہ کی راہ میں، اللہ کی طرف بلانے کے لئے، مظلوم کی مدد کے لئے، مسلمان بھائی کی حاجت کو پورا کرنے، مریض کی عیادت اور جنازہ کی نماز میں شرکت کے لئے ہو۔

اخلاق کی نرمی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہلکا، نرم خو اور لوگوں کے قریب ہوگا اللہ اس کو آگ پر حرام کر دیتے ہیں۔ (رواہ الحاکم)

علامہ مناوی "فیض القدیر" میں فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ نرم خو تھے، آپ کے صحابہ جب کسی دنیوی معاملہ کے بارے میں بات چیت کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ شریک ہو جایا کرتے، اور جب آخرت کے امور کا ذکر کرتے تو آپ بھی ان کے ساتھ آخرت کا تذکرہ فرماتے اور جب صحابہ کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ان کے ساتھ کھانے ہی کی بات چیت فرماتے تھے۔

بیٹیوں اور بہنوں کی پرورش:

بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا جو بھی شخص تین بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش کرے گا اور ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے گا تو یہ (بیٹیاں اور بہنیں) اس کے لئے جہنم کی آگ سے اوٹ بن جائیں گی۔

امام احمد کی روایت میں ہے کہ ان کو سنجیدگی کے ساتھ کھلایا، پلایا، اور پہنایا تو یہ اس کے لئے قیامت کے دن جہنم کی آگ سے حجاب بن جائیں گی۔

غلاموں کو آزاد کرنا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بھی مسلمان مرد کسی مسلمان غلام کو آزاد کردے تو یہ اس کے لئے آگ سے آزادی کا باعث ہے، اس کی ہر ہڈی کے بدلے اس کی ہر ہڈی کو آزاد کر دیا جائے گا اور کوئی بھی مسلمان عورت کسی مسلمان باندی کو آزاد کرے تو یہ اس کے لئے آگ سے آزادی کا باعث ہے، اس کی ہر ہڈی کے بدلے اس کی ہر ہڈی کو آزاد کر دیا جائے گا۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ)

آج اگرچہ غلام و باندی کو آزاد کرنا ممکن نہیں رہا، لیکن اللہ کے فضل وکرم سے دوسرے ایسے اعمال ہیں جو ان کے قائم مقام قرار دیئے گئے ہیں، ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ مجھے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں سے دو گردنوں کو آزاد کرنے سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ میں فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کروں "اللہ اکبر، الحمد للہ، سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ" کہوں۔ امام نسائی کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورج طلوع اور غروب ہونے سے قبل سو مرتبہ "سبحان اللہ" کہا تو یہ سو غلام آزاد کرنے سے افضل ہے اور جس نے سورج طلوع اور غروب ہونے سے قبل سو مرتبہ "الحمد للہ" کہا تو یہ اللہ کی راہ میں سو گھوڑے دینے سے افضل ہے، اور جس نے سورج غروب وطلوع ہونے سے قبل سو مرتبہ "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر" کہا تو قیامت کے دن کوئی اس سے افضل عمل لے کر نہیں آئے گا مگر یہ کہ وہ اس سے زیادہ مرتبہ کہے۔

نسائی ہی کی ایک روایت میں ہے کہ آگ سے بچاؤ کے لئے ڈھال لے لو اور یہ کلمات کہو: سبحان اللہ، الحمد للہ، ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر؛ اس لئے کہ قیامت کے دن یہ کلمات بندے کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں سے آئیں گے، اور یہی کلمات باقیات صالحات ہیں۔

مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد کی، غیر موجودگی میں اس کی عزت کا دفاع کیا اللہ پر حق ہے کہ اس کو جہنم

مولانا سعد اللہ کے والد بھی چل بسے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے محب خاص، جامع مسجد مدنی کے خطیب، مدرسہ مدنیہ للبنات کے رئیس ومہتمم مولانا سعد اللہ کے والد گرامی طویل علالت کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور زہد وتقویٰ کے پیکر تھے، ساری زندگی اللہ رب العزت نے دین سے وابستہ رکھا، نیک صالح اور فرمانبردار اولاد کی عظیم نعمت سے مالا مال کیا۔ ماں باپ کے لئے نیک اور صالح اولاد دنیا کی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے، ان نعمت کی قدر وہی لوگ جانتے ہیں جو اس نعمت سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا کے والد کی مغفرت فرمائے ان کی نیکیوں کو اپنی بارگاہ میں انتہائی درجہ قبولیت نصیب فرمائے۔ آخر انسان ہے بشری تقاضے سے کچھ غلطیاں ہو جانا ممکن ہے اللہ پاک ان سے بھی صرف نظر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مولانا سعد اللہ اور ان کے خاندان کی کفایت فرمائے، ان پر اپنی رحمت کی بارش نازل فرمائے، ان کی خدمات ان کے اہل وعیال کے لئے رفع درجات کا سبب بنائے ادارہ مولانا سعد اللہ کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ تمام احباب جماعت، خدام ختم نبوت سے خصوصی دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

کی آگ سے آزاد کردے۔(رواہ احمد والطبرانی)

پہلے تو کوشش کریں کہ کسی ایسی مجلس میں ہماری شرکت ہی نہ ہو جس میں غیبت، بہتان وغیرہ کسی بھی ذریعہ سے دوسرے مسلمان کی ہتک عزت کی جارہی ہو، اگر مجبوراً بیٹھنا پڑے تو کسی کی غیبت سننے سے اجتناب کریں، زبان سے، یا کم از کم دل سے اس پر نکیر کریں، ورنہ اس مجلس سے اٹھ جائیں۔

الحاح وزاری اور دعا کی کثرت:

امام احمد کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بھی مسلمان شخص تین دفعہ اللہ سے جنت نہیں مانگتا، مگر جنت یہ کہتی ہے کہ اے اللہ! اسے جنت میں داخل کردے، اور کوئی بھی مسلمان شخص تین دفعہ جہنم کی آگ سے پناہ نہیں مانگتا مگر جہنم کی آگ یہ کہتی ہے کہ اے اللہ! تو اسے مجھ سے پناہ دے دے۔

کوشش اس بات کی کرنی چاہئے کہ ہم کثرت سے اپنی دعاؤں میں الحاح وزاری کے ساتھ جہنم کی آگ سے پناہ مانگیں اور جنت کو طلب کریں۔

روزہ جہنم کی آگ کے لئے ڈھال ہے:

امام طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزہ ڈھال ہے، اس ڈھال کے ذریعہ بندہ جہنم کی آگ سے بچاؤ کرتا ہے۔

کوشش کریں کہ اس ڈھال کو غیبت اور چغل خوری سے پھاڑ نہ ڈالیں، تاکہ روزہ جہنم سے بچاؤ کے لئے بطور ڈھال کام آسکے، کیوں کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ روزہ ڈھال ہے جہنم کی آگ سے بچاؤ کا جب تک اسے غیبت، چغل خوری وغیرہ سے پھاڑ نہ ڈالا جائے۔

فقراء، مساکین اور مستحق لوگوں کو کھانا کھلانا:

''حلیۃ الأولیاء'' میں ایک اسرائیلی روایت منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے پوچھا کہ اس شخص کا کیا بدلہ ہے جو آپ کی رضا کی خاطر مسکین کو کھانا کھلائے؟ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ میں ایک آواز لگانے والے کو حکم دیتا ہوں کہ وہ علی رؤس الاشہاد اعلان کرے کہ فلاں بن فلاں اللہ کی طرف سے جہنم کی آگ سے آزاد کردہ ہے۔

فقیروں، مسکینوں اور محتاجوں کو کھانا کھلانا اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والا عمل ہے، بلکہ اسے افضل الاعمال شمار کیا گیا ہے، طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کو خوش کرنا، بایں طور کہ آپ نے اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا، یا کپڑے پہنا دیئے، یا اس کی کوئی اور حاجت پوری کردی۔

طبرانی ہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جنت میں کچھ کمرے ایسے ہیں جن کا ظاہر ان کے باطن (اندر) سے اور باطن ظاہر سے دکھائی دے گا، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول! یہ کس کو ملیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ان لوگوں کے لئے ہیں جن کا کلام پاکیزہ ہوگا، جس نے لوگوں کو کھانا کھلایا اور رات قیام میں گزاری جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔

محترم قارئین کرام! فرائض وواجبات کی ادائیگی اور معاصی سے اجتناب کے بعد یہ چند اعمال ہیں جن کے اختیار کرنے اور ان پر مداومت سے ہم بھی جہنم کی آگ سے خلاصی پاسکتے ہیں، اگر پہلے سے ان پر عمل پیرا ہیں تو بہت ہی اچھی بات ہے، رمضان میں مزید اہتمام کی کوشش کریں، اگر ایسا نہیں تو پھر آئیں ابھی سے نیت اور عزم کریں کہ ہم خود بھی ان اعمال کو اختیار کریں اور دوسروں کو بھی ان اعمال کی طرف متوجہ کریں۔

یہاں ایک بات ذہن نشین رہے کہ اعمال صالحہ کے ساتھ عقائد کی درستگی نہایت ضروری ہے، ورنہ یہ اعمال کسی کام نہ آسکیں گے، لہٰذا کوشش کریں کہ مستند اور معتمد علماء کرام سے رجوع کرکے اپنے عقائد کی اصلاح کی بھی کوشش کرلیں، تاکہ اعمال کی عمارت کو صحیح اور مضبوط بنیاد فراہم ہوسکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان اعمال خیر پر آنے کی توفیق عنایت فرمائے اور جہنم کی آگ سے مکمل خلاصی وآزادی عطا فرمائے۔☆☆

فتنوں اور فتنہ پروروں کا تعاقب سنجیدگی سے کیا جائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ۲۹رجون ۲۰۱۲ء جامع مسجد ابوبکر صدیق کلفٹن میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرمایا مسجد ومدرسہ کے منتظم اعلیٰ مشہور ومعروف بزرگ مفتی محی الدین اوران کے فرزند ارجمند مفتی ابوذر محی الدین نے حضرت مدظلہ کا اپنے ادارہ میں تشریف لانے پر خیر مقدم کیا اور حضرت کی آمد پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔ جماعت اور خدام جماعت کے لئے کلمات تحسین وتبریک پیش کئے۔ جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ قرب قیامت ہے آئے روز نیا فتنہ جنم لے رہا ہے جہاں فتنے بڑھ رہے ہیں وہاں فتنہ پرور بھی پروان چڑھ رہے ہیں، ان نازک حالات میں امت مسلمہ کی بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان فتنوں اور فتنہ پروروں کا تعاقب سنجیدگی کے ساتھ کیا جائے، امت مسلمہ نے انتہائی جانفشانی اور تندہی سے قادیانیت اور مرزائیت کا مقابلہ کیا رحمت حق کو ان نہتے غلامان مصطفیٰ پر ترس آیا، بالآخر اس ملک وملت کی دھرتی پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا، آج ضرورت ہے اس امر کو سمجھنے کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، دین آخری دین ہے، قیامت قائم ہونے والی ہے مرنے سے پہلے مرنے کی تیاری ضروری ہے، شفاعت کے حصول اور جام کوثر کی دستیابی کا آسان نسخہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کا کام ہے، اس کی طرف توجہ اور فکر فرمائیں اللہ تعالیٰ توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

مصر میں اخوان کی کامیابی!

مولانا محمد احمد حافظ

ماہ جون میں عالم اسلام کے حوالے سے جو اہم واقعہ ہوا وہ مصر کے صدارتی انتخابات کے نتیجے میں الاخوان المسلمون کے محمد مرسی کا مصر کی کرسی صدارت پر متمکن ہونا ہے۔ اخوان کو یہ منزل اسی سال کی طویل جدوجہد کے بعد ملی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ جن حالات میں یہ صدارت حاصل ہوئی ہے، انہیں دیکھتے ہوئے مبصرین کا کہنا ہے کہ ابھی محمد مرسی کو بہت سے داخلی اور خارجی چیلنجوں سے نمٹنا ہوگا۔

مصر قدیم ترین تاریخ رکھنے والا ملک ہے اور یہاں جابجا تاریخ کے آثار بکھرے ہوئے ہیں۔ مصر کی جدید تاریخ بھی منفرد اہمیت کی حامل ہے۔ عالم اسلام میں جدیدیت، روشن خیالی، جمہوریت، اشتراکیت، سیکولرازم کے نفوذ واثرات کے لئے مصری دانش گاہوں نے ہراول دستے کا کام کیا ہے۔ مزید آگے بڑھ کر یہ کہا جائے کہ اسلامی علوم وفنون کو مغربیانے کا عمل بھی اول اول اسی سرزمین پر ہوا تو بے جانہ ہوگا۔ خلافت عثمانیہ کے زیر حلقے سے نکلنے کے بعد اور خصوصاً انگریزوں کے دور حکمرانی میں فرانس سے جغرافیائی قربت کے باعث مغربی افکار و نظریات کا سب سے پہلا سیلابی ریلا مصر میں ہی آیا۔ درجنوں مصری ادیب "اعلیٰ تعلیم" کے لئے فرانس گئے اور وہاں سے واپسی پر اپنے دامن میں آزادی، ترقی، مساوات، آزادئ نسواں، جمہوریت جیسے لادین نظریات لائے۔ رافع رفاع الثوی، فرید وجدی، طٰہٰ حسین، نجیب محفوظ، توفیق الحکیم، محمد تیموری اسی جماعت کے ارکان تھے جنہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے مغربی آدرشوں کی نہ صرف تبلیغ کی، بلکہ اسلامی علوم وفنون کو بھی ڈائنامائٹ کیا۔ دین سے بے زاری اور مغرب زدگی کو عام کیا۔ جامعۃ الازہر جو کبھی ایک دینی درسگاہ تھی، لادینی نظریات رکھنے والے اساتذہ کی آماجگاہ بن گئی۔ ایک وقت ایسا آیا کہ جامعۃ الازہر سے پورے عالم اسلام میں لادینی نظریات پروموٹ کیے جانے لگے، اسلامیت کی بجائے عرب قوم پرستی کا نعرہ یہیں سے آغاز ہوا۔

اسی ماحول میں مصر ہی میں شیخ حسن البنا شہید رحمہ اللہ کی قیادت میں مغربیت کے مقابلے کے لئے ایک قافلہ تیار ہوا جسے "الاخوان المسلمون" کا نام دیا گیا۔ اخوان نے سیکولر نظریات رکھنے والی شخصیات کا بھرپور تعاقب کیا۔ اس کی قیادت نے خطیبانہ معرکوں اور فکر ونظر کے میدانوں میں اپنا لوہا منوایا۔ اخوان کے لٹریچر نے مصری عوام میں ایک نئی روح پھونکی۔ ان میں موجود ایمان و اسلام کی چنگاریوں کو ہوا دی اور انہیں شعلہ جوالہ بنادیا۔ اخوان کے کارکنوں نے مصر، اسرائیل جنگ میں جو نمایاں کارنامے انجام دیئے وہ تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں۔ انہی کارناموں کی بدولت الاخوان المسلمون مصر کے شہروں سے نکل کر دیہات میں بھی جڑ پکڑنے لگی۔ یہ منظر مصر کے فوجی حکمرانوں کو کب گوارا ہوسکتا تھا، نتیجتاً اخوان پر تعذیب وعقوبت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ کارکن پابند سلاسل، قیادت کال کوٹھڑیوں کی سزاوار ٹھہری، اخوان کے بانی حسن البنا کو سرعام گولی مار کر شہید کردیا گیا۔ اخوان کے مرشد عام حسن الہضیبی کو پہلے ایک بے بنیاد مقدمے میں سزائے موت ہوئی مگر بعد میں ان کی سزا کو قید میں تبدیل کیا گیا۔ البتہ ان کے رفقاء جسٹس عبدالقادر عودہ شیخ محمد فرغلی، یوسف طلعت، ابراہیم الطیب، ہنداوی دویر جیسے قائدین کو پھانسیاں دی گئیں۔ اخوان کے تیسرے بڑے رہنما سید قطب کو اپنی کتاب "معالم فی الطریق" لکھنے کی پاداش میں پھانسی دی گئی۔ جسٹس عبدالقادر عودہ شاہ فاروق کے دور میں مصری عدلیہ کے جج تھے۔ انہوں نے اپنی ملازمت سے صرف اس وجہ سے استعفیٰ دے دیا تھا کہ وہ غیر الٰہی قانون کے تحت مقدمات کے فیصلے کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ الاخوان المسلمون کے کارکنوں کو بھی بڑی تعداد میں جیلوں میں ڈالا گیا۔

بلامبالغہ حالیہ انقلاب اور حسنی مبارک کی رخصتی کے بعد ایسے قیدی رہا ہوئے جنہوں نے جب جیل میں قدم رکھا تھا تو ان کی مسیں بھیگ رہی تھیں اور رہا ہوئے تو بڑھاپے کی دہلیز پار کرچکے تھے۔ ان قیدیوں پر تعذیب وعقوبت کے جو حربے آزمائے گئے، اس کی جانکاری کے لئے اخوان کی خاتون رہنما زینب الغزالی کی آپ بیتی پڑھ لینا کافی ہے۔ انور السادات اور حسنی مبارک کا پورا دور اخوان کے لئے قیامت سے کم نہ تھا۔ اسی دوران اخوان میں مرکزی قیادت کی سطح پر فکری تبدیلی واقع ہوئی اور اس نے مزاحمت کا راستہ ترک کرکے جمہوری عمل میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔ پچھلے

دس پندرہ برس میں اس حوالے سے کافی محنت ہوئی۔ اخوان کو ایک نئے ڈھب پر لایا گیا۔

دو سال قبل جب تیونس میں انقلاب رونما ہوا تو اس کی کامیابی کی لہریں تمام عرب ممالک میں محسوس کی گئیں۔ مصر، لیبیا، الجزائر اس سے خاص طور پر متاثر ہوئے۔ مصری عوام گزشتہ تیس سال سے ''ایمرجنسی'' کے سائے تلے زندگی گزار رہے تھے۔ انہوں نے قاہرہ کے تحریر اسکوائر میں ڈیرے ڈال دیئے۔ اس دوران مصر کے کوچہ و بازار ''ارحل یا مبارک'' کے نعروں سے گونج اٹھے۔ حسنی مبارک رخصت ہو کر جیل پہنچ چکا ہے اور اخوان کے انقلابی تیس تیس سال کی قیدیں کاٹ کر رہا ہو چکے ہیں۔ اگرچہ مصر کی نئی پارلیمنٹ تحلیل ہو چکی ہے مگر مصر کی صدارت پر آج اخوان کا رہنما فائز ہو چکا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ جمہوریت جیت گئی، مزاحمتی کردار ہار چکا ہے، آج کے جمہوریت نواز اسلام پسند ''انقلاب بذریعہ جمہوریت'' کو بطور دلیل پیش کر رہے ہیں۔ حالانکہ دیکھا جائے تو یہ مزاحمتی کردار ہی ہے جو سرفراز ہوا ہے، اگر تیونس کے عوام تمام تر جکڑ بندیوں کے باوجود سڑکوں پر نہ نکل کھڑے ہوتے، اگر مصر کے لوگ حسنی مبارک کے ٹینکوں کے آگے سینہ سپر نہ ہوئے ہوتے تو محمد مرسی مصر کی صدارت کا خواب بھی نہ دیکھ پاتے۔

آخر کو اتنے عرصے بعد مصر میں آزادانہ انتخابات ہوئے، لوگوں نے جوش و خروش کے ساتھ ان میں حصہ لیا، ان کے نمائندے پارلیمنٹ میں پہنچے مگر کیا ہوا؟ فوجی کونسل نے بیک جنبش قلم پوری پارلیمنٹ تحلیل کر دی۔ یہ بات بھی عیاں ہے کہ مصری فوجی کونسل نے حسنی مبارک کے بعد اپنے عرصہ اقتدار میں آئندہ اپنی گرفت مضبوط رکھنے کے لئے خصوصی اقدامات کئے ہیں۔ فوجی کونسل کو قانون سازی کے اختیارات مل چکے ہیں۔ مصر کے دفاع کے علاوہ خارجہ امور میں فوج مکمل دخیل رہے گی۔ اب بھی محمد مرسی صدر نہ بن پاتے اور معاملہ فوجی کونسل کی لیت و لعل کا شکار ہو جاتا مگر تحریر اسکوائر ایک مرتبہ پھر آباد ہو گیا۔

اس سب کے باوجود یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مرسی فوجی حکام کے ساتھ کچھ معاملات پر یقین دہانیاں کروا کر ہی کرسی صدارت پر متمکن ہو سکے ہیں۔ چونکہ فوجی کونسل پارلیمان کو تحلیل کر چکی ہے، اس لئے محمد مرسی کے ساتھ نہ پارلیمان ہو گی، نہ ہی اپنے دائرہ اختیار کا تعین کرنے کے حوالے سے کوئی لائحہ عمل، یوں وہ فی الحال مکمل طور پر فوجی کونسل کے رحم و کرم پر ہوں گے۔

اس پورے سیناریو سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جمہوری راستے سے کامیابی کے امکانات تو ہوتے ہیں مگر کسی انقلابی عمل کے لئے پائیدار حل نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اسلام پسند جمہوری عمل کے ذریعے کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں تو اس سسٹم کی حفاظتی فورسز آپ کی راہ روکنے کے لئے سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں۔ تب آپ کو شریعت کے نفاذ اور اسلامی علوم کی بالادستی جیسے مقاصد سے دست بردار ہونا پڑتا ہے، پھر آپ کو آزادی، ترقی، مساوات، برداشت ایسے مغربی نظریات میں پناہ ڈھونڈنا پڑتی ہے۔ اسلام کی بالادستی اور عقبیٰ میں کامیابی کے بجائے یہ دنیا (This World) آپ کا مرکز نگاہ ٹھہرتی ہے، آپ مجبور ہوتے ہیں کہ اللہ و رسول اور امت مسلمہ سے وابستگی و پیوستگی کی بجائے امریکا، اقوام متحدہ، یورپی یونین اور عالمی برادری کی نظروں میں اپنے آپ کو قابل قبول بنائیں۔ تب وہ ساری محنت، تگ و دو، ایثار و قربانی ھباءً منثوراً ہو جاتی ہے۔ یہ درست ہے کہ عرب انقلابات کے نتیجے میں اسلام پسندوں کو ابھرنے کا موقع ملا ہے اور ان کی اکثریت شریعت کا نفاذ چاہتی ہے مگر قیادتوں کا المیہ یہ ہے کہ وہ اکثر و بیشتر دل کی بات زبان پر نہیں لا پاتی ہیں۔ یہ ایک دوہری شخصیت کا اظہار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سارے ہنگامے کے باوجود شریعت کا نفاذ کہیں نظر نہیں آ رہا۔

اسلام پسند جماعتیں بھی کوشش کر رہی ہیں کہ وہ مقبول عوام نعروں کی تکمیل پر توجہ صرف کریں، جبکہ یہ سب تو ڈکٹیٹر حکمران پہلے ہی بہتر انداز میں انجام دے رہے تھے۔ اس سلسلے میں ترکی کی مثال ہمارے سامنے ہے، جس کی اسلامیت محض چند نمائشی اقدامات تک محدود ہے۔ چند علامتی قسم کے قانون تبدیل ہوئے ہیں، مگر ریاست کا اسٹرکچر وہی ہے، معاشرتی صف بندی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ پب، کیسینو، ساحل سمندر زانیوں اور شرابیوں سے ویسے کے ویسے آباد ہیں، کہتے ہیں کہ احتیاط کا تقاضا ہے کہ ابھی دھیرے دھیرے کام ہو، آج تک ہماری سمجھ میں نہیں آ سکا کہ یہ لکھنوی مزاج کی دھیرج کیا چیز ہوتی ہے؟ چنانچہ ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ جمہوری سسٹم کے ذریعے کسی قسم کی تبدیلی کی خواہش اور اسلامی انقلاب کی طرف سفر؟ دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے...

اس سب کے باوجود اخوان اور مصر کے عوام مبارک باد کے لائق ہیں کہ ایک طویل جدوجہد اور اپنی تاریخ میں بے شمار نشیب و فراز دیکھنے کے بعد ایک جزوی ہدف کو پا لیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ وہ آگے بڑھ سکیں، وہ دین اسلام کے حقیقی پاسبان بن سکیں۔ ان کی کامیابی سے دنیا بھر کی اسلامی تحریکات نمو پا سکیں، عالم اسلام کے دیگر خطوں میں بھی جابر و مستبد اور امریکا کے غلام حکمرانوں کے خلاف تبدیلی کی لہریں بلند ہونے لگیں۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۸ رجون ۲۰۱۲ء)

قادیانی تحریریں....ایک نظر میں!

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میں بعینہٖ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، میں نے دوسرا جنم مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر قادیان میں لیا ہے۔ میری یہ دوسری بعثت پہلی بعثت سے بہتر ہے۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے قادیانی لٹریچر سے عبادت ومعاملات کے بارے میں مرزا قادیانی کی تحریروں کے چند اقتباسات جمع کر کے اہل عقل ودانش کے سامنے پیش کی ہیں تاکہ اہل نظران پر غور فرما کر فیصلہ کریں کہ کیا سچے مدعیوں کے یہی حالات ہوتے ہیں؟۔ (ادارہ)

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

عبادتِ الٰہی:

''مولوی رحیم بخش صاحب ساکن تلونڈی ضلع گورداسپور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) امرتسر میں براہین احمدیہ کی طباعت دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تو کتاب کی طباعت دیکھنے کے بعد مجھے فرمایا: میاں رحیم بخش! چلو سیر کرآئیں۔ جب آپ باغ کی سیر کر رہے تھے تو خاکسار نے عرض کیا کہ: حضرت! آپ سیر کرتے ہیں، ولی لوگ تو سنا ہے شب و روز عبادت الٰہی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ولی اللہ دو (۲) طرح کے ہوتے ہیں، ایک مجاہدہ کش، جیسے حضرت باوا فرید شکر گنجؒ، اور دوسرے محدث جیسے ابوالحسن خرقانیؒ، محمد اکرم ملتانیؒ، مجدد الف ثانیؒ وغیرہ، یہ دوسرے قسم کے ولی بڑے مرتبے کے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے بہ کثرت کلام کرتا ہے۔ میں ان میں سے ہوں (گویا عبادات کے بجائے صرف مہیب دعوے کافی ہیں...ناقل) اور آپ کا اس وقت محدثیت کا دعویٰ تھا۔ (جو بعد میں ترقی کر کے مسیحیت، نبوت اور خدائی بروز تک جا پہنچا...ناقل)۔''

(سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۲۱۴)

تصنیف اور نماز:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ سیرۃ المہدی کی روایت ۶۹۷ میں سنین کے لحاظ سے جو واقعات درج ہیں ان میں سے بعض میں مجھے اختلاف ہے جو مندرجہ ذیل ہے...(۱۳) آپ نے ۱۹۰۱ء میں ۲ ماہ تک مسلسل نمازیں جمع کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ بھی درست ہے کہ ایک لمبے عرصے تک نمازیں جمع ہوئی تھیں (کیونکہ مرزا صاحب ان دنوں ایک کتاب کی تصنیف میں مشغول تھے، اس لئے ظہر وعصر اکٹھی پڑھ لیتے تھے، تاکہ وقت ضائع نہ ہو...ناقل)۔''

(سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۲۰۲)

مسنون وضع:

''نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے، بعض وقت درمیان میں توڑنی پڑتی ہے، اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن ہوجاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا، قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہوکر نہیں پڑھی جاتی، اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے، اور قراءت میں شاید قل ہو اللہ بہ مشکل پڑھ سکوں، کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم، ص:۸۸)

مشہور فقہی مسئلہ:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت اُم المومنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے، حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اسے مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ ہاں! اکیلا مرد مقتدی ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے۔ میں نے حضرت اُم المومنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی، مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہوکر چکر آجایا کرتا ہے، اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہوکر نماز پڑھ لیا کرو۔''

(سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۱۳۱)

منہ میں پان:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ

ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی، ایسی کہ دَم نہ آتا تھا، البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا، اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی، تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔" (سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۱۰۳)

امامت کا شرف:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم مرحوم نماز نہ پڑھا سکے، حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نورالدین صاحب) بھی موجود نہ تھے، تو حضرت صاحب نے حکیم فضل دین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا، انہوں نے عرض کیا کہ: حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے، اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے، میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا: حکیم صاحب! آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہوجاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں حضور! فرمایا کہ: پھر ہماری بھی ہوجائے گی، آپ پڑھایئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراجِ ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو تو نواقضِ وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔ (لیکن کیا ایسے معذور کو امام بنانا بھی جائز ہے؟ ناقل)۔" (سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۱۱۱)

رُکوع کے بعد:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ: ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی، حضور علیہ السلام (مرزا صاحب) بھی اس نماز میں شامل تھے، تیسری رکعت میں رُکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دُعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی جس کا یہ مصرعہ ہے:

"اے خدا اے چارہ آزارِ ما"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم اعلیٰ درجے کی مناجات ہے جو رُوحانیت سے پُر ہے، مگر معروف مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں صرف مسنون دُعائیں پڑھنی چاہئیں (خصوصاً غیر عربی میں دُعائیں پڑھنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے... ناقل)۔" (سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۱۳۸)

مسئلہ وغیرہ کچھ نہیں!

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب نماز پڑھا رہے تھے، وہ جب دُوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لئے قعدہ سے اُٹھے تو حضرت صاحب کو پتا نہ لگا، حضور التحیات میں ہی بیٹھے رہے۔ (شاید قبرِ مسیح کی تلاش میں کشمیر پہنچے ہوئے ہوں گے... ناقل) جب مولوی صاحب نے رُکوع کے لئے تکبیر کہی تو حضور کو پتا لگا، اور حضور اُٹھ کر رُکوع میں شریک ہوئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مولوی نوردین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب کو بلوایا اور مسئلے کی صورت پیش کی اور فرمایا: میں بغیر فاتحہ پڑھے رُکوع میں شامل ہوا ہوں، اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ (سبحان اللہ! قادیانی نبی، اُمتیوں سے مسئلے کی تحقیق کر رہا ہے... ناقل) مولوی محمد احسن صاحب نے مختلف شقیں بیان کیں کہ یوں بھی آیا ہے اور یوں بھی ہوسکتا ہے، کوئی فیصلہ کن بات نہ بتائی (بتاتے بھی کیسے؟ معاملہ خود حضور کا تھا... ناقل) مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آخری ایام میں بالکل عاشقانہ رنگ پکڑ گئے تھے، وہ فرمانے لگے: مسئلہ وغیرہ کچھ نہیں، جو حضور نے کیا، بس وہی دُرست ہے۔ (گویا حضور شریعت سے بھی آزاد ہیں... ناقل)۔" (تقریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی، مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان، جلد۲۱ نمبر۷۷، مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۲۵ء)

طہارت:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) پیشاب کر کے ہمیشہ پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے، میں نے کبھی ڈھیلہ کرتے نہیں دیکھا (باوجودیکہ سلس البول کی بیماری بھی تھی، ڈھیلہ استعمال کئے بغیر قطرے بند نہیں ہوسکتے تھے... ناقل)۔" (سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۲۲۳)

ڈھیلے جیب میں!

"آپ کو (یعنی مرزا صاحب کو) شیرینی سے بہت پیار ہے، اور مرضِ بول بھی آپ کو عرصے سے لگی ہوئی ہے، اس زمانے میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب ہی میں رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے۔ (اس حسنِ ذوق اور لطافتِ مزاج کی داد نہ دینا بے انصافی ہوگی... ناقل)۔" (مرزا صاحب کے حالات مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی، تتمہ براہین احمدیہ، ج:۱، ص:۶۷)

تیز گرم پانی:

"میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود عموماً گرم پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے، اور ٹھنڈے پانی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لئے پاخانے میں لوٹا رکھ دے۔ اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا، جب حضرت مسیح موعود فارغ ہوکر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ: لوٹا کس نے رکھا تھا؟ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا (جس کو آپ نے خود حکم فرمایا تھا... ناقل)۔ تو آپ نے اسے بلوایا اور اسے اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے لوٹے کا بچا ہوا پانی بہادیا تاکہ اسے احساس ہو کہ یہ پانی اتنا گرم ہے کہ طہارت میں استعمال نہیں ہوسکتا (مگر استنجا کیسے ہوا؟... ناقل)۔" (سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۲۲۳)

حفظِ قرآن:

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو قرآن مجید کے بڑے بڑے مسلسل حصے یا بڑی بڑی سورتیں یاد نہ تھیں۔ بے شک آپ قرآن کے جملہ مطالب پر حاوی تھے، مگر حفظ کے رنگ میں قرآن شریف کا اکثر حصہ یاد نہ تھا۔ (مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوتار ہیں۔ (ضمیمہ رسالہ جہاد ص:۴) یعنی جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے اپنی خو، اپنی طبیعت اور دلی مشابہت کے لحاظ سے، اپنی وفات کے اڑھائی ہزار برس بعد عبداللہ پسر عبدالمطلب کے گھر پھر جنم لیا اور محمد کے نام سے پکارا گیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) (تریاق القلوب ص:۹۴۳) اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خو بو اور رنگ و روپ کے لحاظ سے مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر قادیان میں پھر جنم لیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کہلایا۔ پہلے جنم میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے حافظ تھے، دُوسرے جنم میں قرآن کیوں بھول گئے؟ ...ناقل)۔‘‘ (سیرۃ المہدی ج:۳، ص:۴۴)

رمضان کے روزے:

’’بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کردیا۔ دُوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے، مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا، اس لئے چھوڑ دیئے، اور فدیہ ادا کردیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کردیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے، اور فدیہ ادا کردیا۔ (افسوس ہے کہ حضرت کو رمضان ہی میں دورہ پڑتا تھا...ناقل) مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداء دوروں کے زمانے میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضا کیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ: نہیں! صرف فدیہ ادا کردیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دورانِ سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانے میں آپ بہت کمزور ہوگئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی۔ (خصوصاً رمضان میں...ناقل)۔‘‘ (سیرۃ المہدی ج:۱، ص:۶۵)

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا، اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوگئے، اس وقت غروبِ آفتاب کا وقت بالکل قریب تھا، مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔ (اور توڑے ہوئے روزے کی قضا کا معمول تو تھا ہی نہیں...ناقل)۔‘‘ (سیرۃ المہدی ج:۳، ص:۱۳۱)

اعتکاف:

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا، زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی، میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ... اعتکاف مأموریت کے زمانے سے قبل غالباً بیٹھے ہوں گے، مگر مأموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیات کے نہیں بیٹھ سکے، کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں۔ (مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی اعتکاف ترک نہیں فرمایا...ناقل)۔‘‘ (سیرۃ المہدی ج:۳، ص:۱۱۹)

زکوٰۃ:

’’اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی کہ آپ کبھی صاحبِ نصاب نہیں ہوئے۔ (گویا ساری عمر فقیر رہے، مگر لقب تھا رئیس قادیاں اور ٹھاٹھ شاہانہ...ناقل)۔‘‘ (سیرۃ المہدی ج:۳، ص:۱۱۹)

حج:

’’مولوی محمد حسین بٹالوی کا خط حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی خدمت میں سنایا گیا، جس میں اس نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے؟ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ: میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل ہے، اور صلیب کی شکست ہے، ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں، بہت سے خنزیر مرچکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں، ان سے فرصت اور فراغت ہولے۔ (افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو مدۃ العمر خنزیروں کے شکار سے فرصت نہیں مل سکی، نہ ان کے خنزیر مرے، نہ انہیں حج کی توفیق ہوئی...ناقل)۔‘‘ (ملفوظاتِ احمدیہ ج:۵، ص:۲۶۴، مرتبہ محمد منظور الٰہی قادیانی)

مرزا صاحب خود تو خنزیروں کے شکار پر فخر کرتے ہیں، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو حدیث میں آتا ہے کہ وہ خنزیر کو قتل کریں گے، اس کا مذاق اُڑاتے ہیں، چنانچہ ’’سیرۃ المہدی‘‘ میں ہے کہ: ’’میاں امام دین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سوّر مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں، پھر وہ لوگ حیران ہوکر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور وہ باہر سوّروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے، پھر فرماتے تھے کہ: ایسے شخص کی آمد سے ساہنسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہوسکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں، مسلمانوں کو کیسے خوشی ہوسکتی ہے؟ یہ الفاظ بیان کرکے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا۔‘‘ (سیرۃ المہدی ج:۳، ص:۹۲۲،۹۲۱) (جاری ہے)

مذاہبِ عالم میں روزہ کی اہمیت

علامہ سید سلیمان ندویؒ

ہم یقین کے ساتھ نہیں بتا سکتے کہ انسانی سوسائٹی میں روزہ کے خیال کی ابتدا کب سے ہوئی اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اس کے شروع ہونے کے اسباب کیا تھے؟ روزہ کے ابتدائی حالات اس طرح پوشیدہ ہیں جس طرح قدیم قوموں میں شریعت کی ابتداء سے ہم ناآشنا ہیں کہ کس قوم نے شریعت کے نظام کو اختیار کیا اور پھر اس نظام کو دوسروں تک پہنچایا۔ روزہ کے متعلق جس قدر نظریے بیان کئے گئے ہیں وہ ظن وتخمین پر مبنی ہیں اور تاریخی حیثیت سے روزہ کی ابتدا ہونے کا جو اندازہ لگایا گیا ہے وہ بھی عمومی قاعدہ سے دور جا پڑا ہے۔ ان سب کے باوجود روزہ انسانی عبادات میں قدیم عبادت ہے۔ اس کا پھیلاؤ دنیا کی تمام قوموں میں رہا ہے۔

مجوسی آتش پرست مانوی بدھ برہمن ستارے اور جانور پرست سب میں روزہ کا رواج رہا ہے۔ یہود نصاریٰ اور مسلمان روزہ کی عظمت کو دین کے بڑے رکن کی حیثیت سے تسلیم کرتے ہیں۔ مختلف قوموں اور مختلف نظامہائے شریعت میں روزہ کا طریقہ جداگانہ رہا ہے۔ قوموں میں حالات کی تبدیلی سے روزوں کی تعداد میں بھی کمی وبیشی ہوتی رہی ہے۔ طریقہ عمل کے لحاظ سے کسی قوم میں روزہ کی شکل یہ رہی کہ اس کے افراد روزہ کی حالت میں کھانے پینے جنسی تعلقات اور بات چیت سے دور رہا کرتے تھے کسی دوسرے مذہب میں ان میں سے کچھ کو اختیار کیا گیا اور باقی سے پابندی اٹھالی گئی لیکن ہر حالت میں روزہ سے مقصود یہ رہا کہ بدن اور نفس کو کچھ وقت کے لئے محبوب ترین چیزوں کے استعمال سے محروم رکھا جائے بات سے رک جانے کا روزہ قدیم قوموں میں رائج تھا۔

اسپنسر اور جیلن نے اپنی تصانیف میں وسطی آسٹریلیا کے باشندوں کے حالات میں لکھا ہے کہ جب کسی عورت کا شوہر مرجاتا تھا تو اس کی بیوی سال بھر بات نہ کرنے کا روزہ رکھتی تھی۔ روزہ کا یہ طریقہ یہود میں بھی پایا جاتا تھا۔ قرآن مجید میں حضرت مریم کی زبان میں اس کی تعبیر یوں ہے: **فلن اکلم الیوم انسیا۔** آج کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔'' کھانے اور پینے سے رک جانے کے طریقے مختلف رہے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ ہر قسم کے کھانے اور ہر رنگ کے پینے سے رک جانے کے طریقہ کو روزہ کہتے ہیں۔ یہ طریقہ صابئی مانوی مذہب اور مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کچھ محدود اور متعین چیزوں سے نفس کو روک دیا جائے یہ طریقہ نصاریٰ میں رائج ہے۔

روزہ رکھنے کے مختلف طریقے ہیں: ایک تو یہ کہ دن رات کا پورا روزہ دوسرے دن بھر کا روزہ یا اس کے ایک حصے کا روزہ ایک روزہ یہ ہے جو سورج ڈوبنے سے شروع ہوتا ہے اور رات بھر رہتا ہے یا رات کے کسی حصے تک رکھا جاتا ہے کچھ روزے ایسے ہیں جو برابر کئی دنوں تک چلے جاتے ہیں کچھ صرف ایک دن کے لئے ہوتے ہیں۔ کسی کا تعلق ایک رات یا اس کے کسی حصے سے ہوتا ہے بعض روزے مسلسل ہوتے ہیں لیکن ان میں فصل آجاتا ہے۔ اس مدت کے فصل کے بعد پھر شروع ہوجاتے ہیں روزہ کی ایک قسم وہ ہے جو قوم کے تمام افراد پر فرض ہے یا بعض افراد پر خاص شرط کے ساتھ فرض کردیا گیا ہے یا بعض افراد یہ روزہ مستحب طور پر رکھتے ہیں۔

روزہ کے اغراض ومقاصد

مختلف مذاہب میں روزہ کے اغراض ومقاصد بدلتے رہتے ہیں۔ ہم ان میں چند کا ذکر کرتے ہیں۔

اوّل:...... روزے زمانہ کے موسمی حالات کے پیش نظر رکھے جاتے ہیں کسی خاص فصل یا موسم کے آنے کے وقت یہ روزہ رکھا جاتا ہے کسی مہینہ یا ہفتہ کو خاص کرلیا جاتا ہے یا آسمان کا ستارہ جب کسی خاص منزل کو پہنچ جاتا ہے کبھی کسی اہم تاریخی واقعہ کی مناسبت سے روزہ رکھا جاتا ہے جو کسی اجتماعی حالات میں آیا ہو تو گویا یہ روزہ ذاتی طور پر اس واقعہ کی اہمیت یا وہ حالات جو اس واقعہ سے تعلق رکھتے ہوں مقصود ٹھہرالئے جاتے ہیں اور ثواب کا مرتبہ دوسرے درجہ پر ہوتا ہے جیسے رمضان شریف کا مہینہ یہ قرآن مجید کے نزول کی تاریخ ہے۔ مسلمان اس تاریخ کو نہایت مقدس سمجھتے ہیں۔ اس طرح عیسوی ماہ کی سترہ تاریخ یہودیوں کے نزدیک مقدس ہے اور وہ اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ اس دن یہودیوں کے دارالحکومت یروشلم میں انہیں شکست ہوئی تھی۔

دوم:...... بعض آسمانی غیر مادی تغیرات جیسے سورج گرہن یا چاند گرہن۔

سوم:……کسی کی وفات کی یاد میں۔

چہارم:……کسی شخص کا کسی خاص عمر تک پہنچ جانا یا زندگی کے کسی مرحلہ سے گزرنا۔

پنجم:……گناہوں سے کفارہ کے لئے خواہ یہ گناہ معلوم ہوں یا معلوم نہ ہوں۔

ششم:……بعض مثبت اور نفع بخش مقاصد کے حصول کے لئے جیسے نفس کی پاکیزگی کا روزہ' چلہ کشی کا روزہ' نفس پر عکس الٰہی کا پرتو ڈالنے کے لئے یا الہامی کیفیت کو معلوم کرنے کے لئے آسمانی دنیا سے تعلق جوڑنے کے لئے یا خارق عادت چیزوں پر قدرت پانے کے لئے یا ان دیکھی طاقتوں کو زیراثر لانے کے لئے یا بارش برسانے کے لئے یا ہوائیں چلانے کے لئے وغیرہ وغیرہ۔

ہفتم:……اجتماعی یا انفرادی نقصان یا بیماری سے دور رہنے کے لئے جیسے طوفان کا آنا یا وبا کا پھیل جانا۔

ہشتم:……کبھی روزہ دوسری عبادت کے لئے تمہید یا وسیلہ بنتا ہے تاکہ وہ عبادت مقبول ہو جائے' یا یہ روزہ اس عبادت کا اہم جز سمجھا جاتا ہے جیسے قربانی کے وقت کا روزہ' نذر پوری کرنے کے لئے نذر کے وقت روزہ سے ہونا' زکوٰۃ ادا کرتے وقت روزہ رکھ لینا یا صدقہ کے دینے کے وقت روزہ سے رہنا یا اعتکاف او رنماز کی ادائیگی کے وقت سے روزہ سے ہونا۔

ان تمام اقسام میں سب سے اہم اور زیادہ مشہور قسم جو اکثر مذاہب میں رائج ہے وہ پہلی قسم ہے۔ یہ روزہ خاص موسم میں رکھا جاتا ہے ہر سال ہر مہینے یا ہفتے اس کی تکرار ہوتی ہے' اس روزہ کا تعلق مقررہ تاریخ سے ہے جو کسی اجتماعی واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہ مذاہب کے معتقد جنہوں نے اس قسم کو اختیار کر کے اسے اپنے دین کا جز بنا دیا وہ صابی' مانوی' برہمن' یہودی اور مسلمان ہیں' ہم ان مذاہب میں سے چند کے متعلق بحث کریں گے اور بتائیں گے کہ ان کی شریعت میں روزہ کی نوعیت کیا ہے؟

سالانہ روزے

صابی اور مانوی مذہب:

ابن ندیم نے اپنی کتاب الفہرست میں صابی مذہب کے متعلق ذکر کیا ہے کہ صابی مذہب میں بابل کے قدیم مذہبی اثرات اب تک باقی ہیں۔ اس مذہب کی اصل ستاروں کی پوجا ہے' صابی مذہب میں تیس دن کے روزے فرض ہیں جو آٹھ مارچ سے شروع ہوتے ہیں' اس کے علاوہ وہ نو روزے اور سات روزے رکھتے ہیں' پہلے نو روزے ۹ دسمبر سے اور سات روزے ۱۸ فروری سے شروع ہوتے ہیں' ان دو تاریخوں کے روزے ان کے نزدیک بہت زیادہ مقدس اور محترم ہیں۔ وہ اپنی عیدوں کو فطر کی ساتویں عید' فطر کی ماہواری عید' بائیس دنوں کی فطر کی عید سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان تیس دنوں کا روزہ چاند کے احترام کے لئے ہوتا ہے۔ نو دنوں کا روزہ چاند کے احترام کے لئے ہوتا ہے۔ نو دنوں کا روزہ الٰہ بخت کی عظمت کے نام پر رکھتے ہیں۔ ان کے اس الٰہ کے دوسرے نام زوش' اترا' جوپیٹر اور مشتری ہیں۔ سات دنوں کا روزہ سورج کے احترام کے لئے ہوتا ہے جو اس مذہب میں خیر کا دیوتا ہے۔ وہ تیس دنوں اور نو دنوں کے روزوں میں سورج طلوع ہونے سے غروب ہونے تک ہر قسم کے کھانے' پینے سے رک جاتے ہیں اور سات دنوں کے روزوں میں صرف گوشت اور شراب کا استعمال نہیں کرتے۔

ابن ندیم نے کلدانیوں اور مانویوں کے مذہب کے متعلق لکھا ہے کہ وہ قدیم بابلی' مسیحی اور فارسی مذہب سے ماخوذ ہے' اس مذہب میں ستاروں کی عظمت کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ ان کے پیشوا جس کی طرف یہ مذہب منسوب ہے اس کا نام مانی بن فتق ہے۔ اس مذہب میں روزے کے اوقات مختلف ہیں' جب سورج قوس کو اترآتا ہے اور چاند پورا روشن ہو جاتا ہے تو اس وقت مانوی مسلسل دو دن کا روزہ رکھتے ہیں' جب چاند کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو اس وقت بھی دو مسلسل روزے رکھتے ہیں' پھر جب چاند نکلتا ہے اور سورج دلو کی منزل کو اتر جاتا ہے اور مہینے کے آٹھ دن گزر جاتے ہیں تو اس وقت مانوی پورے تیس دنوں کا روزہ رکھتے ہیں' ان کے خواص اور محترم اشخاص پیر کے دن بھی روزہ رکھتے ہیں اسی کے ساتھ وہ ہر مہینے سات روزے رکھتے ہیں۔ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہفتہ واری' ماہواری اور سالانہ روزے رکھتے' اور چاند کے مہینے میں پہلے دو دن کے روزے اور سات دن کے روزے رکھتے۔ سال میں چونتیس روزے رکھتے جن میں سے دو اس وقت کے ہوتے جب کہ سورج قوس پر اترآتا اور دو اس وقت کے ہوتے جب کہ سورج جدی کی منزل پر اترآتا اور مسلسل تین روزے اس وقت رکھتے جب کہ سورج دلو کی منزل پر اترآتا۔

ابن ندیم کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مانوی مذہب کے متعلق فلوجل نے نقل کیا ہے کہ وہ اتوار کا روزہ اس بنیاد پر رکھتے تھے کہ وہ اپنے اعتقاد کے مطابق یہ یقین رکھتے تھے کہ قیامت اتوار کے دن قائم ہوگی' اس لئے ان کا اعتقاد تھا کہ اگر قیامت آجائے تو وہ سب روزے سے ہوں لیکن لیون لگرانڈ اور وسر مارک نے کہا کہ وہ اتوار اور پیر کا روزہ چاند اور سورج کی عظمت کے لئے رکھا کرتے تھے۔ بعد کی دلیل پہلی دلیل سے زیادہ صحیح ہے' جس طرح دوسرے روزے ستاروں کی گردش سے تعلق رکھتے ہیں' اسی طرح ان روزوں کا تعلق بھی ستاروں سے زیادہ قرین قیاس ہے' پھر اتوار کے روزے کو سورج سے نسبت دی گئی ہے۔ انہوں نے اس کا نام ایل یوس رکھا ہے' پیر کا روزہ چاند سے نسبت رکھتا ہے' جس کا نام سین ہے' ان کے یہاں

منگل کا بھی روزہ تھا جسے وہ مریخ کے لئے رکھا کرتے تھے اور اس کا نام اس تھا۔ جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک سورج دیوتا اور چاند دیوی بہت زیادہ محترم تھے اس لئے کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ان دو روزوں کو انہی کی طرف منسوب کر دیں۔

صابی اور مانوی مذہب کے ماننے والے پرانے بابلی مذہب سے متاثر ہوئے جس کی بنیاد ستارہ پرستی تھی۔ نماز اور اس کے اوقات میں بھی بابلی مذہب سے تاثر قبول کیا۔ ابن ندیم نے الفہرست میں جوان مذاہب مرجع کا ذکر کیا ہے کہ ان نمازوں کے اوقات کا تعلق سورج کی منزلوں سے بہت زیادہ گہرا ہے۔ صابی مذہب کے متعلق ابن ندیم نے لکھا ہے۔ صابی عقیدہ کے لوگوں پر دن میں تین وقت کی نماز فرض تھی۔ پہلی نماز سورج نکلنے سے آدھ گھنٹے پہلے یا اس سے کم مدت میں شروع ہوتی تھی اور سورج طلوع ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا وقت ختم ہو جایا کرتا تھا۔ اس میں نماز کی آٹھ رکعتیں اور ہر رکعت میں تین سجدے ہوا کرتے تھے۔ دوسری نماز سورج کے زوال کے ساتھ ختم ہو جایا کرتی تھی۔ اس نماز میں پانچ رکعتیں اور ہر رکعت میں تین سجدے ہوا کرتے تھے۔ تیسری نماز دوسری نماز کی طرح تھی اور سورج غروب ہونے کے وقت پڑھی جاتی تھی' ان اوقات کا تعلق دن کے تین پہروں سے تھا۔ طلوع' نصف النہار اور غروب کا وقت۔

نفل نمازیں وتر نماز کی طرح تین تھیں اور دن میں تین بار پڑھی جاتی تھیں۔ پہلی نماز دن کے دو بجے چاشت کی نماز کے مقابلہ میں ہے' دوسری نماز زوال کے بعد' یہ عصر کی نماز کے مقابلہ میں ہے۔ تیسری نماز رات کے تین بجے' یہ عشاء کی نماز کے مقابلہ میں ہے' ان کی کوئی نماز طہارت کے بغیر نہیں ہوا کرتی تھی۔ مانوی مذہب کے تعلق سے ابن ندیم نے لکھا ہے کہ ان کے عقیدہ میں چار یا سات نمازیں فرض تھیں۔ پہلی نماز زوال کے وقت' دوسری نماز زوال اور سورج غروب ہونے کے درمیان' پھر سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز اس کے تین گھنٹے کے بعد عشاء کی نماز۔

ابن ندیم نے وضاحت کی ہے کہ یہ تمام نمازیں ستاروں کی تقدیس اور سورج کی عظمت کے لئے پڑھی جاتی تھیں۔ نمازی پانی سے یا کسی دوسری چیز سے مسح کر کے سورج کے سامنے کھڑا ہو جاتا تھا اور پھر سجدہ کرتا تھا۔ سجدہ میں وہ یہ کلمات دہراتا تھا: ''ہمیں ہدایت دینے والے فارقلیط مبارک اور اس کی فوج نیرون کی تسبیح کرتا ہوں۔'' وہ سجدہ کرنے کے بعد سیدھا کھڑا ہو جاتا اور دوسرے سجدہ میں یہ کلمات کہتا:

''اے روشنی کے اصل اور سراپا نور
تیری تسبیح کرتا ہوں۔''

روزہ ہندو مذہب میں:

برہمن اور بدھ مذہب کے روزے سورج اور چاند کی منزلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ برہمنوں میں جوگی خزاں اور بہار کے شروع موسم میں روزہ رکھتے ہیں۔ چھتری سردی اور گرمی کے شروع موسم کے علاوہ ہر چاند ماہ کے شروع دو دنوں میں اور چودہویں تاریخ کا روزہ رکھتے ہیں۔ ان کی مقدس کتاب ''وید'' میں ہے کہ وہ سورج گرہن کے وقت کھانے پینے' جنسی تعلق اور نماز سے رک جاتے ہیں۔ یہ عمل ان کے نچلے طبقہ میں پایا جاتا ہے لیکن برہمن جوگی اور چھتری صرف اتنے واجب پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس کے علاوہ گھر میں کھانے کی جتنی قسمیں ہو سکتی ہیں ان سب سے رک جاتے ہیں۔ سورج گرہن کے وقت جن برتنوں میں صدقہ کرتے ہیں انہیں توڑ ڈالتے ہیں۔

ان کی شریعت برہمن کے تیرہ پجاریوں پر روزہ کی حالت میں اس امر کو فرض کر دیتی ہے کہ سورج کے ڈوبنے کے وقت سے شفق کے غائب ہونے تک کھانے' پینے' نیند اور سفر کرنے سے باز رہیں اور ہندو مذہب میں جس قدر فرقے ہیں ان سب کی اصل سورج کی تقدیس پر ہے۔ اس مذہب کے روزہ دار سورج غروب ہونے سے اس کے نکلنے تک کھانے' پینے سے پرہیز کرتے ہیں اور پھر اس وقت روزہ توڑتے ہیں جب پورا سورج آسمان پر روشن ہو جاتا ہے۔ اگر آسمان پر بادل ہوں اور سورج ان کے پیچھے جائے تو وہ سورج نکلنے کا انتظار کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ پورے آب وتاب کے ساتھ چمکنے لگے' اس سلسلہ میں عجیب بات یہ ہے کہ یہی طریقہ شمالی امریکہ کے سانیوگ قبائل میں بھی رائج ہے۔

بدھ مذہب میں چاند کے مہینے کے حساب سے چار دن کے روزے رکھے جاتے ہیں: چاند کی پہلی' نویں' پندرہویں اور بائیسویں تاریخ' یہ روزے سورج طلوع ہونے سے غروب ہونے تک رکھے جاتے ہیں' وہ ان چار دنوں میں پورا آرام کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک افطاری کی تیاری حرام ہے' وہ کھانے کا انتظام سورج نکلنے سے پہلے کرتے ہیں۔

روزہ یہودی مذہب میں:

یہودی مذہب میں روزہ کی قسمیں بے شمار ہیں' یہودیوں کا سب سے اہم روزہ عیسوی ماہ کی دسویں تاریخ کا روزہ ہے جسے وہ کفارے کے دن کا روزہ کہتے ہیں۔ یہ روزہ یہودیوں پر اپنے گناہوں سے معافی کے تعلق سے فرض کیا گیا ہے۔ یہودی پرانے زمانہ میں ہفتہ کے دن اور ہر چاند ماہ کی پہلی تاریخ کو روزہ رکھا کرتے تھے' وہ ان دنوں میں کوئی کام نہیں کیا کرتے تھے' اس کے بعد روزہ کا حکم ختم ہو گیا۔ ان سے کہا گیا کہ وہ ان دنوں میں صرف کام نہ کریں۔ ان دنوں میں روزہ سے معافی اس واقعہ کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ پہلے زمانہ میں ان دنوں کا روزہ رکھا کرتے تھے کیونکہ منسوخی کا حکم اس وقت صادر کیا جاتا ہے جب کہ اس حکم پر پہلے سے عمل کیا جاتا رہا ہو۔ ان دو دنوں کے روزوں کا چاند

کی حرکتوں سے گہرا تعلق ہے۔ میں نے پہلے روزہ کے متعلق کافی وضاحت کی ہے لیکن ہفتہ کا روزہ اس کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ ہفتہ کا آخری روز "سنیچر" ان کے عہد قدیم میں چاند کی اپنی منزلوں میں داخل ہونے سے تعلق رکھتا تھا' چنانچہ ان کے آسمانی اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حصہ چاند کی چار منزلوں میں سے ایک سے تعلق رکھتا ہے۔ یہودیوں کا یہ روزہ ایک حیثیت سے بدھ مذہب کے چار روزوں سے مطابقت رکھتا ہے جسے وہ مہینہ میں چار مرتبہ رکھتے ہیں۔ یہودیوں میں کچھ یہودی ساتویں مہینہ کے پہلے دن روزہ رکھتے تھے اور عوام ان کے لئے کھانا تیار کرکے بھیجا کرتے تھے۔ یہودی ساتویں مہینہ کی چوبیس تاریخ کو بھی روزہ رکھا کرتے تھے اور اس دن کے روزہ کو ایک تقریب کی شکل میں مناتے تھے۔ بنی اسرائیل اس دن اپنے تمام بدن پر راکھ مل لیا کرتے تھے۔

جب یہودیوں کو بابل جلاوطن کردیا گیا تو اپنے تاریخ واقعات کے سلسلہ میں کئی روزے رکھا کرتے تھے اور ہر روزہ کو اس کی تاریخ سے نسبت دیا کرتے تھے۔ ان کے روزوں میں سے چوتھا روزہ ہے جو جولائی کی سترہ تاریخ کو پڑتا ہے' اس تاریخ کو یروشلم "بیت المقدس" برباد کردیا گیا اور "ہیکل" ڈھادیا گیا۔ چھٹا روزہ "استیر" کا ہے جو مارچ کی تیرہ تاریخ کو پڑتا ہے' یہ روزہ "ہامان" اور "استیر" کے واقعہ کی مناسبت سے رکھا جاتا ہے۔ "ہامان" کسی فارس کے بادشاہ کا وزیر تھا' اس نے یہودیوں کو ہلاک کرنے کی ٹھانی لیکن بادشاہ کی ملکہ "استیر" کو اس سازش کا علم ہوگیا۔ "ہامان" کی تدبیر نا کام رہی۔ یہ "ہامان" "فرعون" کے وزیر کے علاوہ دوسرا "ہامان" ہے۔ ساتواں روزہ ستمبر کی تیسری تاریخ کا ہے' اس تاریخ کو یہودیوں کے آخری سربراہ "جدلین" قید کے بعد قتل کردیئے گئے تھے۔ دسواں روزہ وہ ہے جو "یروشلم" پر حصار ڈالنے کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہودی یہ روزہ جنوری کی دس تاریخ کو رکھتے ہیں' اس کے علاوہ یہودی کئی مستحب روزے رکھتے ہیں' جن کا تعلق ان کے بزرگوں کی وفات کے دن سے ہے' جیسے موسیٰ علیہ السلام' ہارون علیہ السلام یا وہ شہداء جو دین کی خدمت میں شہید ہوئے' اس طرح روزوں کی تعداد پچیس تک پہنچ جاتی ہے۔

روزہ اسلام میں:

اسلام نے لوٹ کر آنے والے روزوں کی کئی قسمیں کی ہیں' کچھ روزے سال میں ایک مرتبہ رکھے جاتے ہیں' کچھ روزے مہینہ میں ایک مرتبہ رکھے جاتے ہیں اور کچھ روزے ہفتہ رکھے جاتے ہیں' ان اقسام میں جو روزہ رمضان میں رکھا جاتا ہے' وہ روزہ فرض ہے' ہر ہفتہ' پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا جاتا ہے' یہ روزہ مستحب ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر پیر اور جمعرات کے دن روزہ سے ہوتے تھے' ماہ رجب کے ابتدائی تین دنوں میں روزہ رکھنا مستحب ہے' تین دنوں کا روزہ مقید نہیں ہے بلکہ اس مہینے میں زیادہ روزے رکھنا بھی مستحب ہے' ماہ شعبان کی پندرہ تاریخ کو اور اس ماہ کے دوسرے روز رکھنا مستحب ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ شعبان کی طرح کسی دوسرے مہینہ میں زیادہ روزے رکھے ہوں۔

ماہ شوال کے چھ روزے جو شوال کی دوسری تاریخ سے شروع ہوتے ہیں' مستحب ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اس کے ساتھ ماہ شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھ لئے' ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو جو یوم عرفہ ہے روزہ رکھنا مستحب ہے لیکن یہ روزہ ان لوگوں کے لئے ہے جو حج میں نہ ہوں۔ حاجی کے لئے جو عرفات میں ہے اس کے لئے اس دن کا روزہ رکھنا منع ہے۔ محرم کے مہینہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ رمضان کے روزے کے بعد کون سے روزے افضل ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ مہینہ جسے تم محرم کے نام سے پکارتے ہو۔ ہر چاند ماہ کی تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ مستحب ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم ہر مہینہ کے ایام بیض کے تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دنوں کے روزے سال بھر کے روزوں کا ثواب رکھتے ہیں۔ ان دنوں کو ایام بیض اس لئے کہتے ہیں کہ ان دنوں میں چاند پورا روشن ہوجاتا ہے۔ اس طرح ماہ محرم کی نویں' دسویں اور گیارہویں تاریخ کا روزہ مستحب ہے۔

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی ایک جماعت کو مدینہ منورہ میں دیکھا کہ وہ یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روزہ کے متعلق دریافت فرمایا۔ انہوں نے کہا: ہم یہ روزہ اس دن کی یاد میں رکھتے ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کے فریب سے نجات دی تھی اور ان کے لئے مصر سے ہجرت کو آسان کردیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے مقابلہ میں ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق کے زیادہ سزاوار ہیں اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس روزہ سے روزہ دار کے گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ کردیں گے۔ آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس دن روزہ رکھنے کے لئے فرمایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہودیوں کی مخالفت فرماتے تھے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دسویں تاریخ کے ساتھ نویں تاریخ کا روزہ بھی شامل کرلیا جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور یہ روزہ رکھنے کا حکم فرمایا تو لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! یہ وہ روزہ ہے جس کی یہود اور نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انشاء اللہ آئندہ ہم نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ آئندہ سال نہیں آیا کیونکہ دوسرے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ سے ایک دن قبل اور ایک دن بعد مباح فرمایا تھا تاکہ یہود کی پوری مخالفت ہوجائے۔ علامہ ابن قیمؒ نے عاشورہ کے متعلق جتنی احادیث وارد ہیں ان کے متعلق یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اولیٰ بہتر یہ ہے کہ عاشورہ سے قبل اور بعد کا روزہ رکھ لیا جائے' دوسری صورت میں نویں اور دسویں تاریخ کا روزہ رکھا جائے' تیسری صورت یہ ہے کہ محرم کے پورے دس روزے رکھے جائیں۔

یہود کے روزوں کے اوقات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے عاشورہ کا روزہ ہمیشہ دسویں محرم کو نہیں پڑتا تھا۔ صرف اس سال اس روزہ کا وقوع دسویں محرم کو ہوگیا تھا جس کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے کیونکہ یہود کی جنتری کا تعلق عیسوی جنتری سے ہے جو اسلامی جنتری سے مختلف ہے' عاشورہ کے روزہ کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ عاشورہ کا روزہ جاہلی عرب سے تعلق رکھتا ہے اور یہود کے روزہ سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: عاشورہ کے دن قریش جاہلیت میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھی یہ روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی اس روزہ کا حکم فرمایا۔ جب رمضان شریف کا روزہ فرض ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چاہے اس تاریخ کا روزہ رکھے یا اسے ترک کردے۔

مسلمانوں کے کچھ فرقوں نے روزہ کی کچھ قسموں کو اجتماعی حالات کے ساتھ وابستہ کردیا ہے۔ وہ ان دنوں انہی حالات کی مناسبت سے واقعات کی یاد میں روزہ رکھتے ہیں۔ ایک فرقہ کے کچھ لوگ ماہ محرم کی شروع تاریخ کے دس روزے رکھتے ہیں' رات کا قیام کرتے ہیں۔ درود اور اوراد پڑھتے ہیں' بدن کو تکلیف دیتے ہیں' وہ یہ سب کچھ اہل بیت کی یاد میں کرتے ہیں جنہوں نے کربلا میں شہادت پائی۔ مسلمان فقہاء کے نزدیک نبی' شہید اور کسی نیک شخص کی یاد میں کسی قسم کا روزہ نہ واجب ہے اور نہ ہی مستحب۔

اسلامی روزوں سے ہٹ کر وہ روزے جو تکرار کے ساتھ آتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں' پہلی قسم کا تعلق اجتماعی حالات سے ہے' دوسری قسم کا تعلق موسمی حالات سے ہے لیکن وہ قسم جس کا تعلق اجتماعی حالات سے ہے وہ روزوں کی اہم قسم ہے' ان کی اہمیت زیادہ ہے اور یہ روزے تعداد میں زیادہ ہیں' اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان روزوں کا تعلق زندگی کے اہم واقعات سے ہے۔ ان روزوں سے ذہن میں گزشتہ واقعات کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ یہ روزے اکثر آسمانی مذہبوں میں پائے جاتے ہیں' اگرچہ ان روزوں کی شرعی حکمت واقعات کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت رکھتی ہے' تاہم ان روزوں کو متعلقہ واقعات سے منسوب کیا جاتا ہے۔ دوسری قسم کے روزے جن کا تعلق موسمی حالات سے ہے' اصحاب علم نے ان روزوں کے اسباب میں مختلف آراء کا تذکرہ کیا ہے۔ کسی نے اسے ستارہ پرستی کے مظاہر سے وابستہ کیا ہے اور کسی نے چاند و سورج کو عظمت کا نشان تسلیم کرکے روزوں کا ان سے عقیدت کا رشتہ جوڑ دیا ہے۔ انسانی فکر و خیال میں روزوں کی یہ شکل اور ترویج کا ابتدائی نقطہ یوں رونما ہوا کہ انسان نے جب کائنات پر نظر ڈالی تو اسے بہت سی چیزیں اپنے سے زیادہ قوی نظر آئیں جن کے سامنے اسے اپنی کمزوری کا احساس کرنا پڑا' پھر اسی احساس کے پیش نظر انسان نے روزے کے مختلف ڈھنگ اختیار کئے جن میں تزکیہ نفس کم اور جسمانی ریاضت کا تصور زیادہ تھا۔ ☆☆

مولانا عبدالحکیم رمولانا عبدالنعیم کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے مبلغ مولانا عبدالحکیم اور مجلس لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم کی والدہ محترمہ گزشتہ دنوں مختصر علالت کے بعد خالق حقیقی سے جاملیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ روئے زمین پر ماں اولاد کے لئے عظیم نعمت ہوتی ہے تکالیف، مشکلات، اولاد کے غم کی فکر کرنا یہ ماں ہی کا کام اور کمال ہے، اولاد بچپن سے نکل کر جوانی اور پھر بڑھاپے کو بھی پالے مگر وہ ماں اور باپ کے لئے بچے ہی ہوتے ہیں، ماں کی شفقت کے سائے میں یہ بچے پھلتے، پھیلتے اور پھولتے ہیں، ماں ایک ٹھنڈی اور گھنی چھاؤں ہے جو ہر وقت اپنی اولاد پر سایہ کئے رکھتی ہے۔ آج اس عظیم نعمت سے ہمارے برادران گرامی محروم ہوئے حق تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کے درجات کو بلند فرمائے، ان کی حسنات کو قبول اور سیئات کو معاف فرمائے۔ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ ادارہ اپنے ان دونوں علماء کرام اور ان کے اہل خانہ سے تعزیت بھی کرتا ہے ان کے غم میں اپنے آپ کو شریک بھی سمجھتا ہے۔ قارئین سے جملہ امت مسلمہ کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

ماہتاب عرب سے اقتباس

فتح مکہ... حق آیا اور باطل غائب ہوا

قسط:11

مولانا محمد عاشق الٰہیؒ میرٹھی

جس وقت آپ نے اپنی رسالت وسفارت کا دعویٰ اور کلمۂ توحید کا اعلان عام کرنے کو آپ مکہ میں تن تنہا کھڑے ہوئے تھے، اس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ یہ دن بھی آپ کو زندگی میں دیکھنا نصیب ہوگا اور اٹھارہ سال قبل جبکہ آپ کی باعظمت صدا کو بند کرنے کے لئے ہر طرف سے جھنڈ کے جھنڈ چڑھے چلے آتے تھے کون سمجھ سکتا تھا کہ وہ وقت بھی جلد آنے والا ہے کہ مایوسی کی گھنگھور گھٹائیں اتر کر نابود ہو جائیں گی اور ناامیدی کے امنڈتے ہوئے بادل پھٹ کر کامیابی و اقتدار کا مطلع صاف کردیں گے۔ چنانچہ ۹ ہجری میں اطراف ونواح اور دور دراز کے قبائل کی طرف سے پے درپے اور یکے بعد دیگرے سفراء ووفود اتنے آئے کہ ان کی رہائش اور چندروزہ قیام کے لئے آپ کو خیمے نصب کرانے کی ضرورت ہوئی، وہ لوگ جماعت در جماعت آتے اور اپنے صلاح وفلاح کے قانون کو سیکھ سیکھ کر اپنی قوم کو جس کے وکیل بن کر بن کر آتے تھے، اس تعلیم سے بہرہ مند بنانے کے لئے واپس ہوتے رہے یہاں تک کہ حج کا وقت قریب آ گیا اور جب خداوندی سفیر نے دیکھا کہ تعلیم دین کی مشغولیت سفر حج کی مہلت نہیں دیتی تو آپ نے حضرت صدیقؓ اور حضرت علیؓ کو اپنا نائب بنا کر حج کے لئے بھیج دیا کہ لوگوں کو اسلامی طریق پر حج کرائیں، کفر وشرک سے بیزاری کا عام اعلان کریں اور صاف کہہ دیں کہ: ”مشرک سے نہ ہمارا کوئی تعلق ہے اور نہ ہم ان کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔“

سال آئندہ جبکہ حجاز کے کونہ کونہ سے ماہتاب اسلام کی روشنی چمکنے لگی تو آپ بنفس نفیس فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے مکہ تشریف لائے اور اونٹنی پر سوار ہوکر اس وقت جبکہ ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان میدان عرفات میں بھرے ہوئے تھے آپ نے وہ آیت قرآنی سنائی جو اسی دن آپ پر نازل ہوئی تھی اور جس میں حق تعالیٰ نے آپ کے کارنامہ کی تکمیل کا بایں الفاظ تذکرہ فرمایا تھا کہ:

> ”اے مسلمانو! آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمت بتمام وکمال تم پر نازل کی اور تمہارے لئے مذہب کے لحاظ سے اسلام پسند کیا اور اپنی خوشنودی ورضا اس میں رکھ دی۔“

آپ نے ذوالحجہ ۹ ہجری میں حج سے فارغ ہوکر مدینہ مراجعت فرمائی اور اس کے بعد صرف دو مہینے اور چندروز آپ دنیا میں رہے، ان قلیل ایام میں جو کچھ دینی خدمت کا پورا کرنا تھا، آپ نے اس کو پورا کیا اور بالآخر چندروز بخار میں مبتلا رہ کر اپنی خدمتوں کو اس طرح سرانجام فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کلمہ گو مسلمان دنیا میں چھوڑے، ۱۲ ربیع الاول کو صبح کے وقت داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اپنے بھیجنے والے خدا کے حضور میں خرم وشادان روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مکہ کی فتح بھی کیا تعجب خیز فتح ہے کہ جس کی ہوس میں یمن کا صوبہ دار اور حاکم بااقتدار ابرہہ اپنے جنگی ہاتھیوں کی قطار اور آہن پوش سپاہیوں کی فوج جرار لے کر نشہ کامیابی میں سرشار آیا اور مستانہ وار جوش کے صلہ میں بربادی وخسران لے کر ہلاک وتباہ ہوتا ہوا بے نیل مرام واپس گیا۔ قریش کا جن کے ہاتھ میں حجازی سلطنت کی باگ تھی کسی کے آگے گردن جھکانا خواہ زری سے ہو یا گری سے کوئی آسان بات نہ تھی، اس لئے کہ وہ نبی زادے تھے اور اطراف عالم میں ہر شخص ان کی جبروتی عظمت کا معترف تھا، شعراء کے قصائد اور فصحاء کے خطبے جو ان کی مدائح سے لبریز ہوتے تھے خود ناظم اور خطیب کی عزت افزائی کا سبب بنتے تھے، انہوں نے عزت وشرافت اور نخوت و مشیخت کے گہوارہ میں پرورش پائی تھی اور تفاخر و مباہات کی گودیوں میں پلے تھے، شریف سے شریف سردار اور باعظمت سے باعظمت بادشاہ کو بھی ان کی شخصی حکومت کے سامنے سرتسلیم خم کرنا اپنی عزت معلوم ہوتا تھا، وہ جانتے ہی نہ تھے کہ کسی سے دبنا کیا ہوتا ہے اور ان کو اس کا کبھی خواب میں بھی وسوسہ نہ ہوتا تھا کہ وہ کسی کے تابع فرمان بن کر زندگی گزاریں گے، ہر چند کہ ان کو نبی زادگی اور شرافت نسبی کے غرہ نے بدمست بنا کر قعر ضلالت میں ڈالا اور شرک وکفر کی گندگی میں پھنسا رکھا تھا، مگر اس اپنی بدحالی کا ان کو مطلق حس نہ تھا اور ناممکن تھا کہ کوئی شخص ان پر نکتہ چینی کرے یا ان کی کسی حرکت پر گرفت کرکے اس کا مشورہ بھی دے سکے کہ اس حالت میں آپ کو تبدیلی کی ضرورت ہے۔

یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کام تھا کہ آپ نے تن تنہا اس اہم خدمت کی سرانجامی کا تہیہ فرمایا اور اس وقت جبکہ آپ کی مدد کے لئے حجاز کے ریگستانی سطح پر ایک شخص بھی کھڑا ہوتا اپنے لئے موت سمجھتا تھا، آپ نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر بکمال ہمت واستقلال اہل ملک کی بدحالی وعیوب جتا جتا کر ان کو اصلاح کی طرف بلانے کی صدا بلند کی وہ بوڑھے مرد جن کے سامنے آپ پیدا ہوئے اور وہ بوڑھی عورتیں جن کی گودیوں میں آپ لیٹے بیٹھے تھے، آپ کے خیالات اور دعوؤں پر ہنستی تھیں اور کسی کو آپ کی فتح مندی کا وسوسہ تو کیا ہوتا یہ بھی ان کی شفقت تھی کہ آپ کے حال پر ترس کھاتیں اور جو دن آپ پر خیریت کا گزرتا اس کو غنیمت اور نعمت سمجھا کرتی تھیں، وہی ایک نفس جس نے سنگستان عرب میں اپنے پرزور دعویٰ کی گونج سے تہلکہ ڈال دیا تھا، بائیس برس کے بعد عقل کو چکرا دینے والی ترقی میں فتح یاب ہوا اور آخر رات کی اندھیری میں جانے والا ماہتاب آٹھ سال کے بعد آفتاب بن کر کھلے اور چمکتے دن میں پھر مکہ کے اندر مظفر ومنصور داخل ہوا۔

مکہ کی فتح ایک دشوار فتح اس لئے بھی تھی کہ متولیان کعبہ یعنی قریش اگرچہ رسومات مشرکانہ کے سبب دور جا پڑے تھے، لیکن آخر نبی زادے تھے اور انہیں اسماعیل ذبیح اللہ سے پیدا ہوئے تھے جن کو ابراہیم خلیل اللہ نے ہاجرہ کی چھاتی سے لگا ہوا یہاں لا چھوڑا تھا، ان کی اس خاندانی عظمت کا لحاظ رکھ کر ان کو اصلاح پر لانا دشواری در دشواری تھی، ورنہ تلوار کے زور سے کسی ملک کا فتح کرنا کیسا ہی بڑے سے بڑا کیوں نہ ہو چنداں دشوار نہیں۔ چنانچہ عراق ومصر، شام، روم کی فتوحات آپ کے خدام میں سیدنا فاروق اعظم وعثمان ذی النورین کے ہاتھوں پر چند روز میں ظہور پا گئیں اور کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ اس لئے کہ ان ممالک میں کوئی مذہبی جلالت ایسی نہ تھی جو چلتی ہوئی تلوار کو روکے یا بڑھتے ہوئے ہاتھ کو تھامے، پس مکہ کی فتح جس میں بیت اللہ کی عظمت، حرم کعبہ کی حرمت اور متولیان کعبہ نبی زادوں کی جلالت شان، ایک چھوڑ تین تین مانع بار بار ہاتھ کو قتل وقتال سے روک رہے تھے، کاتب ازل نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے مخصوص فرمائی تھی: ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

یہ ہے مختصر روئیداد اس جزو کی جس کو رفع بغاوت کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

آپ کی اس قدر بڑی کامیابی کہ مکہ مفتوح ہوا اور حجاز کے خطہ سے شرک وبت پرستی حرف غلط کی طرح مٹ گئی، پائیدار بھی اتنی ہوئی کہ آج تیرہ سو برس گزرے اور دنیا میں ہر قسم کا انقلاب ہوا کہ سلطنتوں نے پلٹے کھائے اور خاندان کے خاندان زیر وزبر ہو گئے، مگر نہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کا فتح کیا ہوا کوئی چپہ یا بالشت برابر زمین اب تک آپ کے جانشینوں کے ہاتھ سے نکلی اور نہ آپ کے مسلمان بنائے ہوئے شہروں میں شرک کا دوبارہ بیج پھوٹا، اس کے ساتھ ہی جب آپ کی اس پیشینگوئی پر نظر کی جائے کہ قیامت تک اس پائیداری کو بقا حاصل رہے گی تو اور بھی حیرانی ہوتی ہے کہ آخر وہ کون سی قوت تھی جس نے اس مبارک فتح پر حجاز کے وسیع ملک میں اسلامی جھنڈا نصب کیا اور وہ کیا طاقت تھی جس نے اس عریض وطویل خطہ سے شرک وکفر کے تخم کا ایسا استیصال کیا کہ پھر اس کو پنپنا نصیب نہ ہوا اور نہ دنیا کے ختم ہونے تک نصیب ہو۔

اس آپ کے بیس سالہ کارنامہ پر کہ عرب کی ان پڑھ ضدی طبیعتوں والے ایک لاکھ چوبیس ہزار نفوس نے جو گویا حجاز کی پوری مردم شماری ہے بغاوت سے توبہ کی، جب اس پر نظر ڈالی جاتی ہے کہ اس میں ناف ارض یعنی مکہ بھی داخل ہے جو گویا دنیا بھر کے باغیوں کی توبہ کا دروازہ اور مفتاح شیوع اسلام ہے تو آپ کی عظمت دوبالا ہو جاتی ہے کہ گویا آپ نے کروڑہا بلکہ اَن گنت باغیوں کو بیس سال میں توبہ کرا دی اور اصلاح کے راستہ پر لا ڈالا اور جب یہ بھی دیکھا جائے کہ اتنی عظیم الشان کامیابی میں قتل و خونریزی کے واقعات گنتی ہی کے ظہور میں آئے جن کا شمار دو سو سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور حد حرم میں تو تین چار نفوس سے زیادہ کا خون ہی نہ بہا، تو اور بھی حیرت ہوتی ہے کہ ایک زبردست سلطنت کسی چھوٹے شہر پر قبضہ کرنے کے لئے بھی ہزار پانچ سو جانوں کے مقتول ہو جانے کو ارزاں سمجھتی ہے چہ جائیکہ ملک کا ملک ہو اور باغیوں سے لبریز ہو اور مذہبی جنگ کے نام سے خود بھی بار بار چڑھ کر آئے ہوں اور پھر بھی ان کی جانوں کو گراں بہا سمجھ کر اس کے درست کرنے اور ماتحت بنانے میں خداوندی سفیر نے ان کا خون بہانا پسند نہ کیا اور حسن تدبیر وقوت قدسیہ سے کام لے کر بیگانوں کو یگانہ اور سرکشوں کو مطیع بنایا، پھر جب یہ دیکھا جائے کہ اتنے غزوات وجنگہائے مذہبی میں خداوندی سفیر نے اپنے دست خاص سے بجز ایک شخص کے کہ اس کی گردن پر بھی بقدر ضرورت بھالا چھوا دیا تھا اور وہ اس کے صدمہ کا متحمل نہ ہو کر مر گیا، کسی دوسرے شخص پر تلوار بھی نہیں اٹھائی اور نہ خون بہانا پسند کیا، تو عقل کو چکر پر چکر آتے ہیں کہ آخر یہ کامیابی جس کی نظیر اسلاف واخلاف میں نہیں ملتی کیونکر حاصل ہوئی اور کس طاقت کے بل بوتے پر وقوع میں آئی؟

اے چوڑی چکلی زمین! بیشمار انسان تیرے پیٹ سے پیدا ہوئے اور تجھ میں شگاف کر کر کے تیرے پیوند بنا دیئے گئے ہیں تو نے اَن گنت مخلوق کے کارنامے اپنی کمر پر واقع ہوتے دیکھے اور بے تعداد انقلابات وواقعات کا نظارہ کیا ہے، تیری اس

طویل عرصہ میں اس کنارے سے لے کر اُس کنارے تک اگر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بے نظیر کارنامہ کا ثانی تیری ولادت کے وقت سے لے کر آج تک گزرا ہو تو تجھ کو قسم ہے اپنے پیدا کرنے والے کی کہ اس کو بیان کر! اور اے وسیع آسمان! تو نے اپنی دونوں آنکھوں یعنی ماہتاب و آفتاب سے جھانک جھانک کر راتوں اور دنوں کروڑہا سلاطین و امراء شجاعان واقویا مدبرین وحکماء فلاسفر واذکیاء کا معائنہ کیا ہے، سطح زمین پر بے شمار سوانح تیری نظر کے سامنے وقوع میں آئے اور لامحصور عجائبات و وقائع ازل سے لے کر اس وقت تک ہو گزرے ہیں، اگر سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم کی لاثانی کامیابی کا مثل تیرے وقت وجود سے لے کر اب تک کوئی گزرا ہو تو تجھ کو قسم ہے اپنے پیدا کرنے والے کی کہ اس کو بیان کر، ورنہ اے زمین و آسمان تم دونوں گواہ رہو کہ بطحائی پیغمبرؐ کی نبوت کاملہ کی حجت ان تاریخی واقعات سے مخلوق کو پہنچ گئی جن کا انکار کرنے والا آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ کسی کے سوانح ایسی چیز ہیں کہ ان کو نظر انداز کر سکیں۔

اب ہم کو آپ کی نبوت کا دوسرا جزو یعنی تعلیم کا عظیم الشان منصب بیان کرنا ہے کہ باغیوں کا زیر اور بیگانہ بنانا آپ کی ایک خدمت تھی جس کو دفع مضرت کہنا چاہئے اور بیگانوں کو مخلص، جاہلوں کو عالم، ناقصوں کو کامل اور کاملوں کو مکمل بنانا آپ کی دوسری خدمت تھی جس کو جلب منفعت کہنا چاہئے اور اس جزو ثانی میں بھی آپ نے نہایت تھوڑے وقت میں وہ حیرت انگیز تکمیل کی ہے کہ اگر انسانی عقل چکرا کر مدہوش ہو جائے تو وہ بیچاری معذور و بے قصور سمجھے کے لائق ہے۔

(جاری ہے)

تحفظ ختم نبوت سیمینار

کراچی (مولانا قاضی احسان احمد) دین اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری پسندیدہ دین ہے، شریعت محمدی حق تعالیٰ کی طرف سے دی جانے والی آخری قابل عمل اور قابل نجات شریعت و قوانین ہیں۔ قرآن کریم آسمانی کتابوں میں سے آخری کتاب ہدایت اور کامیاب ترین دستور العمل ہے۔ آقائے دو جہاں، امام الانبیاء حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی اور نبی نہیں آئے گا، اسی عقیدہ کا نام عقیدہ ختم نبوت ہے۔ اس کی حفاظت و پاسداری کے لئے کوشاں ملک عزیز پاکستان بلکہ ملت اسلامیہ کی سب سے بڑی، منظم اور مربوط جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہے، جماعت کے زیر اہتمام مختلف اوقات میں پورے ملک میں بالخصوص اور بلاد اسلامی میں بالعموم تحفظ ختم نبوت سے متعلق پروگرامز منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ ۲۴/جون ۲۰۱۲ء کو برطانیہ کی سرزمین پر جماعت کے زیر اہتمام ۲۷ ویں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ہمیشہ کی طرح انتہائی عز و شرف، آب و تاب اور خیر و برکت کے ساتھ منعقد ہوئی اللہ تعالیٰ مجلس کی ان محنتوں کو قبول فرمائے۔

۲۴/جون ۲۰۱۲ء جہاں برطانیہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی وہاں ملک عزیز پاکستان کی شہ رگ کراچی میں بھی نوجوان مسلمان بچوں کی تعلیم اور تربیت کے پیش نظر ختم نبوت کوئز پروگرام کا انعقاد کیا گیا جس میں الحمدللہ! اسکول، کالج کے لڑکوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی اور سوالات کے صحیح جوابات دینے پر قیمتی انعام حاصل کئے اور بذریعہ قرعہ اندازی ایک خوش نصیب طالب علم کو سائیکل انعام میں دی گئی۔

انہیں پروگراموں کا شامل یکم جولائی ۲۰۱۲ء کو بہادر آباد کے گل بہار لان میں منعقد ہونے والا تحفظ ختم نبوت سیمینار ہے، جس میں بطور خاص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے شرکت فرمائی اور اپنے مخصوص ولولہ انگیز اور فکر پرور انداز میں تقریباً ایک گھنٹہ میں منت خطاب کیا، الحمدللہ! مجلس کے زیر اہتمام منعقد ہونے والا غالباً یہ چھٹا سیمینار تھا جس میں مختلف اکابر علماء کرام خطاب کے لئے تشریف لاتے رہتے ہیں۔

اس سیمینار کی سرپرستی ہمیشہ کی طرح بزرگ عالم دین حضرت شیخ الحدیثؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی نے فرمائی، تلاوت و مختصر تقریر راقم سلمان نے پیش کی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان نونہال حافظ کو اپنے دین کی کامل سربلندی خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قبول فرمائے۔ مفتی اظہر اقبال نے مختصر تمہیدی گفتگو فرمائی اور مولانا اللہ وسایا مدظلہ کو خطاب کی دعوت دی۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے حضرت عکرمہ، حضرت شرا جیل، حضرت خالد بن ولید رضوان اللہ علیہم اجمعین کے یمامہ کے میدان میں جھوٹے مدعی مسیلمہ کذاب کے خلاف جاں نثاری اور جذبۂ فداکاری کو بہت ہی دل سوزی سے بیان کیا تاریخ اسلامی میں تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں مرد اور خواتین کا بہت بلند کردار رہا ہے، آج بھی اس عظیم کام کو ایک مرتبہ پھر سے سربلند کرنے کی ضرورت ہے۔ حاضرین کی کثیر تعداد نے اکابر کی سرپرستی میں پہلے سے زیادہ اس کام میں اپنی دلچسپی ظاہر کی۔ مولانا محمد یحییٰ مدنی مدظلہ کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ حسب ترتیب شرکاء مجلس کے لئے تذکرہ مجاہدین ختم نبوت کا انتخاب کیا گیا الحمدللہ! کافی تعداد نے یہ کتاب خریدی۔ اللہ تعالیٰ جمیع رفقاء کرام کی محنتوں اور قربانیوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا **عبدالمجید لدھیانوی** صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ **خواجہ عزیز احمد** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا **عزیز الرحمن** جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4583486, 061-4783486 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ